REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD NO. P. 67

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ــــ ۲۲ شمارہ ــــ ۳۵

سالانہ	۱۰ روپے
ششماہی	۵ روپے
ممالکِ غیر	۲۰ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر: جاوید اقبال اختر

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۳۰ رجب ۱۳۹۳ ہجری ۔ ۳۰ ظہور ۱۳۵۲ ہش ۔ ۳۰ اگست ۱۹۷۳ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ ظہور۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لنڈن سے تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور مع خدام بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ ان دنوں حضور انور یورپ کی احمدیہ جماعتوں کا تربیتی دورہ فرما رہے ہیں۔ امید ہے کہ ۱۰ ستمبر (تبوک) کے شروع میں لنڈن واپس تشریف لے آئیں گے۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں نمایاں کامیابی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

قادیان ۲۸ ظہور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال مورخہ ۲۴ کو حیدرآباد سے بخیریت قادیان تشریف لے آئے۔ سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ کو ۲۴ سے ہی بخار اور فلو کی شدید تکلیف ہے اسی طرح صاحبزادی امۃ الکریم کو بھی بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونوں کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمدللہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے سفر یورپ کے کوائف

ایک اہم خطاب ۔ احباب جماعت سے غیر معمولی شفقت ۔ محبت بھرا سلام

(محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم۔ اے)

اس سے قبل چوہدری محمد علی صاحب کی مرسلہ چار رپورٹیں جو ۱۴، ۱۵، ۱۷ اور ۱۸ جولائی کی تحریر کردہ تھیں بدر میں شائع ہو چکی ہیں۔ مورخہ ۱۶ جولائی کی تحریر کردہ رپورٹ الفضل میں بھی تاخیر سے شائع ہوئی ہے اس لئے ذیل میں اسے درج کیا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ کا ایک اہم خطاب

پندرہ جولائی بروز اتوار ملاقاتوں کے بعد جو خطاب حضور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا اس کی رپورٹ ارسال خدمت ہے۔ اولاً حضور نے کیمرے کی ایجادات تصاویر لینے کے طریق اور اس کے متعلقہ امور پر گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں آجکل میں نے دو تحریکیں کی ہیں۔ میں نے احباب جماعت سے کہا ہے کہ وہ سائیکل خریدیں اور سواری کریں۔ اور اس طرح جن علاقوں سے ہمارا کوئی [illegible] نہیں وہاں جائیں اور لوگوں سے رابطہ پیدا کریں۔ اگر ایک لاکھ سائیکل تیار ہو جائے اور ہر سائیکل سوار ایک صد میل سفر کرے تو ایک کروڑ میل سفر روزانہ ہوگا۔ یہ سفر جماعت کے لئے بہبود اور برکات کا موجب ہوگا

خدمت اور لٹریچر کی تقسیم

حضور نے فرمایا کہ جو گاؤں ہمارے [illegible] سے ہٹ کر ہیں اور دور افتادہ ہیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ اگر ہمارے شہر میں کسی خدمت کی ضرورت ہو تو ہم اس کے لئے حاضر ہیں۔

حضور نے فرمایا مجھے لٹریچر کی طباعت کی فکر تھی۔ نشر و اشاعت والوں نے بعض کتب تین ہزار کی تعداد میں چھپوائیں جو پانچ سال تک تقسیم نہ ہو سکیں۔ فرمایا کہ اب احمدی نوجوان تربیت حاصل کر چکا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس نئی سکیم کے تحت ایک رسالہ جو ایک لاکھ کی تعداد میں طبع کیا گیا تھا نوجوانوں نے اس کے نوے ہزار نسخے پندرہ دنوں کے اندر اندر تقسیم کر دیئے اور اپنے مخاطبین کی طرف سے بھی مزید لٹریچر کا مطالبہ ہونے لگا۔

مسلمانوں کی تعریف

فرمایا۔ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے مناظرانہ رنگ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں لوگوں کو یہ بتانا چاہیئے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اس زمانے کا حکم و عدل مقرر فرمایا ہے اس کے نزدیک مسلمان کون ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلیٰ من اسلم وجہہ للّٰہ وھو محسن کی تفسیر پر تقریباً ۵ صفحات لکھے ہیں جبکہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں بلیٰ من اسلم وجہہ کی تفسیر پر ایک لفظ تک نہیں لکھا۔

فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک مسلمان وہ ہے جو حقوق اللہ ادا کرنے والا ہو۔ اور اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت کرنے والا ہو۔ اگر کوئی [illegible] حضور علیہ السلام کی اس تعریف اور اس کی پوری تفاصیل کو مانتا ہے تو ہمیں اس کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کا جنازہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے

ایک بچے کی صحت کمزور دیکھ کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خوراک تجویز فرمائی۔ نیز فرمایا کہ جس طرح ایک قسم کھانے سے انسان کی بھوک ختم نہیں ہو جاتی اسی طرح صرف ایک نیکی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے۔ خوراک کی طرح نیکی بھی پورے طور پر ہونی چاہیئے۔ ایک بچہ بہت رو رہا تھا۔ حضور نے اسے پیار کیا اور اس کے لئے بسکٹ منگوائے جانے کا ارشاد فرمایا۔ یہ ننھے میاں بسکٹوں کا نام سنتے ہی خاموش ہو گئے۔ [illegible] کے بہت سے نوجوان آئے ہوئے تھے۔ جب ملاقات کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے مسکرا کر فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ جب پیدا ہوتے ہیں تو کیمرہ ساتھ لاتے ہیں۔ یاد رہے کہ [illegible] کے نوجوان نہایت اخلاص کے ساتھ حضور کے سارے سفروں کو اپنے کیمروں کے ذریعہ محفوظ کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ ہلکا پھلکا مزاح دراصل حضور کی ان پر شفقت اور خوشنودی کا اظہار تھا۔

حضور نے مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے جو انگلستان میں پریکٹس کرتے ہیں فرمایا کہ ان کی گھانا کے لئے روانگی میں دیر کی کیا وجہ ہے؟ اس پر ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ انہیں بعض مشکلات درپیش تھیں جو اب دور ہو چکی ہیں اور وہ دو تین دن تک گھانا جا رہے ہیں۔

خدام سے گہری شفقت و محبت کا سلوک

شام کے وقت محمد شریف خالد صاحب اور ایک نومسلم جرمن دوست ہدایت اللہ صاحب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ مکرم ہدایت اللہ صاحب پاکستان [illegible] کر رہے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ ظہور ۱۳۵۲ ہش

یہ ارضی و سماوی آفات!!

ایک عبرت انگیز رُوحانی جائزہ

جون کا مہینہ شدید گرمی کا گذرا۔ انہی دنوں موسمیات کے ماہرین نے اعلان کیا کہ مون سون اب کمزور ہو گیا ہے اور کہ پہلے سالوں کے مقابل میں اب کے بارشیں بہت کم ہوں گی (پوری خبر دوسری جگہ ملاحظہ ہو) مگر کسے معلوم تھا کہ ایسا اعلان شائع ہونے کے کچھ دنوں بعد ہی کمزور قرار دیا گیا۔ مون سون برصغیر کے وسیع و عریض علاقہ پر تباہ کن سیلاب لے آنے کا موجب بن جائے گا۔

ماہ اگست کے شروع میں ہی لگاتار شدید بارشوں کے نتیجہ میں برصغیر کے مشرقی حصہ بنگلہ دیش سے مغربی حصہ پاکستان تک کے مختلف علاقوں میں ہیبتناک سیلاب آیا اس کی تفصیل سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اس تباہ کن سیلاب سے متعلق چند ضروری خبریں اسی پرچہ میں دوسری جگہ تاریخ وار اخبارات کے حوالہ سے نقل کر دی ہیں۔ جن سے اس بات کا بخوبی علم ہو سکتا ہے کہ مشرق میں بنگلہ دیش کے ایک کروڑ نفوس اس سیلاب کا نشانہ بنے تو ہندوستان کے علاقہ جات آسام۔ اڑیسہ۔ بہار۔ یو پی۔ جموں و کشمیر اور مشرقی پنجاب کے دریاؤں میں طغیانی آکر وسیع علاقوں میں جو تباہی و بربادی آئی وہ کم افسوسناک نہیں ہے مگر انہی دنوں ہمارے ہمسایہ ملک پاکستان کے دو صوبوں پنجاب اور سندھ میں تند سیلاب نے جو تباہی اور بربادی مچائی اس نے باقی سب سیلابوں کی تباہ کاریوں کو مات کر دیا۔ اس کی تفصیل جہاں نہایت درجہ دلدوز ہے وہاں عبرت انگیز بھی۔ کم و بیش دو کروڑ نفوس اس کا نشانہ بنے اور جا بجا آنے والے سیلاب کی افراتفری میں سینکڑوں خاندانوں کے افراد ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ خوشحال گھرانوں کو سیلاب نے آن کی آن میں ایسا مفلوک الحال بنا دیا کہ اب لاکھوں لاکھ افراد کے لئے تن ڈھانکنے کو کپڑا نہیں، سر چھپانے کو مکان نہیں بلکہ بسا اوقات پناہ لینے کے لئے کوئی خشک جگہ میسر نہیں آرہی۔ ایک بڑی شخصیت کے قول کے مطابق موجیں مارتے ہوئے پانی کی ایک بڑی چادر اس قدر لمبی اور چوڑی ہوتی گئی جس نے پنجاب اور سندھ کے زرخیز ترین اراضی اور گنجان آباد خوشحال علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ ہزاروں میل میں لہلہاتی کھڑی فصلیں بہہ گئیں بیشمار مکانات منہدم ہو گئے۔ سینکڑوں دیہات کا نام و نشان مٹ گیا بیشمار مال مویشی سیلاب کی نذر ہو گئے۔ خانپور جیسے بیس ہزار کی آبادی والے شہر پانی میں اس طرح ڈوب گئے کہ زوردار سیلابی پانی مکانوں کی چھتوں سے بہتا رہا۔ بی بی سی لندن کی اطلاع کے مطابق ہزاروں انسان سیلاب کی نذر ہو گئے۔ سڑکیں۔ ریلوے لائینیں ٹوٹ پھوٹ کر ناکارہ ہو گئیں۔ نہروں کی پٹڑیاں بہہ گئیں۔ دریاؤں پر باندھے حفاظتی باندھوں میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے پانی نے جس طرف رُخ کیا سب طرف تباہی اور بربادی مچاتا چلا گیا۔ علاوہ اتلاف جان کے دیگر مالی نقصان کا اندازہ ۲ ½ ارب سے زیادہ کا ہی لگایا جاتا ہے

پھر سیلاب کے نتیجہ میں جو مختلف النوع مسائل کا پیدا ہوتے ہیں وہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے کسی صورت میں بھی کم پریشان کن اور ہولناک نہیں ہیں۔ پہلے ہمہ گیر بےگھر بنانے کا مسئلہ ہی ہے۔ کم و بیش دو کروڑ افراد سیلاب کا نشانہ بنے ان سب کو پورے طور پر بسانے، ان کے لئے ضروریات زندگی کے سامان کرنے۔ انہیں ملیریا ہیضہ، چیچک وغیرہ وبائی امراض سے بچانے کے انتظامات کرنے ہیں پھر ملکی معیشت جو بالکل درہم برہم ہو گئی ہے اس کو بحال کرنے کے لئے تباہ شدہ ذرائع مواصلات کو درست کرنا۔ کئی بیشتر نہروں اور برباد شدہ ٹیوب ویلوں کی مرمت کے ساتھ ساتھ زیر آب آ گئی اراضی کو قابل کاشت بنانے کے بیشمار مسائل ہیں۔ جو یک دفعہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ آسمان سے تو ایک ہی آفت شدید بارشوں کی صورت میں نازل ہوئی تھی اس کے ساتھ زمین سے بیشمار اور آفتیں لازمی طور پر پیدا ہو گئی جو ان علاقوں تک پہنچے حلقوں کو پہنچتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

سیلاب کی گنگا کر تباہ کاریوں کے عینی گواہوں کا بیان ہے کہ جس قسم کی ہولناک تباہی پاکستانی پنجاب اور سندھ کے وسیع و عریض زرخیز ترین علاقہ میں آئی ہے گذشتہ ۸۰ سالوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ سیلاب کی تفصیلات سنانے والے ہیں متعدد مواقع پر بیساختہ طور پر اسے "غضبناک سیلاب" "عذاب الٰہی"۔ "قہر خداوندی" بلکہ "طوفان نوح" قرار دے چلے ہیں اس میں شک بھی کیا ہے کہ جس نے ایسا کہا اس نے برمحل بات کہی ہے۔

پھر مصیبت زدہ افراد کے ساتھ کسے ہمدردی نہیں۔ اس جذبہ ہمدردی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے دور و نزدیک سے مصیبت زدگان سے ہمدردی کے پیغاموں کے علاوہ اُن کے لئے برابر امدادی سامان آرہا ہے۔ ہماری وزیر اعظم نے بھی ہمدردی کا پیغام بھیجا ہے خدا تعالیٰ ان کی مصیبت کو جلد دور کرے اور سب کو ایسی روحانی بصیرت بھی عطا کرے جس سے وہ اس عذاب الٰہی کا اصل سبب بھی معلوم کر سکیں

یہ تباہ کن آفتیں خواہ آسمان سے نازل ہوں یا زمین سے پیدا ہوں یہ بات تو یہ ہے کہ ان کے مادی اسباب کے ساتھ کچھ روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ ان روحانی اسباب پر اسی طرح دھیان دینے کی ضرورت ہے جس طرح مادی اسباب کو۔ ہم میں نامہ معاملات ہے وہ انسان جو جسم اور روح کا مجموعہ بنا کر اس دُنیا میں بھیجا گیا ہے اُسے پیش آنے والے حادثات کو بھی روحانیت سے یکسر خالی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ یہ بات کوئی معمولی نہیں دُنیا میں بیسیوں واقعات ایسے ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ ایک کو دیکھ کر دوسرا نصیحت پکڑتا ہے۔ پس جو کوئی بھی کسی آفت یا حادثہ کا شکار ہوتا ہے اس کی اپنی ذات کے علاوہ سب دیکھنے اور سننے والوں کا بھی اس سے گہرا روحانی تعلق ہوتا ہے۔ زیادہ نہیں تو جیسے ہم نے ابھی کہا عبرت اور موعظت حاصل کرنا ایک ظاہر و باہر بات ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر زمانہ گذشتہ کی بہت سی قوموں کا ذکر کر کے اُن پر آنے والے عذابوں کا جو تفصیلی ذکر ہوا ہے وہ بھی اسی غرض سے ہے کہ پڑھنے اور سننے والے ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔

زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف ایک ہی آیت پر غور کرنے سے یہ بات بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے۔ چنانچہ سورت عنکبوت میں اُمم سابقہ پر آنیوالے عذابوں کا ذکر کر کے جو کچھ خلاصۃً فرمایا بڑا ہی عبرت انگیز ہے فرماتا ہے:-

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

(العنکبوت آیت ۴۱)

(ترجمہ) سو ہم نے ان میں سے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑ لیا سو ان میں سے کوئی تو ایسا تھا کہ ہم نے اس پر پتھروں کا مینہ برسایا اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو سخت عذاب نے پکڑ لیا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ ہم نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور کوئی ایسا تھا کہ ہم نے اُسے غرق کر دیا۔ اور اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے"

دیکھا آپ نے یہ سب ارضی اور سماوی آفات کا ذکر ہے لیکن خدا تعالیٰ کی پاک کتاب نے ان آفات کا جو روحانی سبب بتایا وہ یہی ہے جو کُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ کے الفاظ سے واضح ہے۔ بلفظ دیگر یہ لوگوں کے گناہ ہی تھے جو ان آفات ارضی اور سماوی کو لانے کا موجب بن گئے۔ پھر آیت کریمہ کا آخری حصہ بتاتا ہے کہ دُنیا کے اندر جب اس قسم کے حوادث پیش آتے ہیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں تو ان کو زمین پر لانے کا جو بڑا روحانی سبب ہوتا ہے وہ انسانوں کی اپنی بداعمالیاں اور زیادتیاں ہوتی ہیں۔ ورنہ وہ رحیم و کریم خدا جو اپنے بندوں سے ماں سے بھی بڑھ کر محبت کرنے والا اور باپ سے بڑھ کر شفقت اور محبت سے پیش آنے والا ہے اس کے متعلق تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے ناچیز بندوں کو تباہ و برباد کرنے لگتا ہے!! پس جب دُنیا کے کسی خطے میں ایسی آفتیں نازل ہوں تو اس خطہ کے بسنے والوں کو بالخصوص اور دوسرے علاقے کے رہنے والوں کو بالعموم ان روحانی اسباب پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے اور اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اصلاح احوال کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔

اس کے ساتھ قرآن کریم سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ان عذابوں کو دُنیا میں نافذ کرنے کے سلسلہ میں سنت اللہ یہ ہے کہ غلط کاریوں میں مبتلا لوگوں کو پہلے کسی مامور اور مرسل کے ذریعہ تنبیہ کر دیتا ہے۔ اس کے بغیر ناممکن ہے کہ کسی قوم یا خطہ میں بسنے والوں کو عذاب کی لپیٹ میں لے آئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ اُسکی رُوحانی زندگی کا سلسلہ اُسکی نسل میں بھی قائم رکھے

ربوہ میں کثرت سے درخت لگاکر اسے سرسبز و شاداب بنا دینا چاہئیے

قرآن کریم کے متن پر پابندی لگانا عقلاً صحیح ہے نہ مذہباً جائز!

قُرآنِ کریم ہماری جان ہے اُس کو چھوڑ کر ہم زندہ نہیں رہ سکتے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز!

فرمودہ ۲۶ صلح ۱۳۵۲ ہش مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ۝
(الانعام: ۹۶)

اس کے بعد فرمایا۔

دمشق سے ہمارے ایک عزیز نوجوان السید ابو الفرج الحصنی صاحب اردو اور دینی تعلیم کے حصول کیلئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ چند دن یا شاید ایک دو ہفتے ہوئے کہ دمشق میں ان کی والدہ (جو احمدی نہیں تھیں) وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اگر انسان کو صرف اپنی ماں اور باپ کے پیار کا سہارا ہوتا تو ان کی جدائی پر انسانوں پر ایک مصیبت نازل ہو جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ہمیں پیدا کرنے والا رب ہم سے کتنا پیار کرتا ہے۔ وہ ہم سے ہماری ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔ اس لئے ہماری یہ دعا ہے کہ ہمارے یہ عزیز بھائی، خدا تعالےٰ کے اس پیار کو پانے والے ہوں۔ اور والدہ کی جدائی ان پر شاق نہ گذرے۔

جہاں تک زندگی اور موت کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے

زندگی اور موت

کو اپنے بنائے ہوئے قانون میں باندھ رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جو سب قدرتوں کا مالک ہے۔ اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ اور جس کے اندر کوئی عیب، کمزوری اور نقص نہیں، اس نے ہمیں بتایا ہے کہ میں ہی مردہ سے زندہ کو پیدا کرتا ہوں۔ اور پھر زندوں سے موت کو نکالتا ہوں۔ زندگی اور موت صرف انسانوں سے تعلق نہیں رکھتی صرف جانداروں سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ غیر جانداروں سے بھی اس کا تعلق ہے۔ مثلاً درخت ہیں گو ان میں زندگی تو پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ انسانوں کی طرح زندہ نہیں ہوتے اسلئے وہ زندہ بھی ہوتے ہیں مُردہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ خوبصورت پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے بھی ہوتے ہیں اور [illegible] سوکھی ٹہنیوں کی طرح بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ درختوں میں بھی خدا تعالیٰ کا یہ قانون جاری ہے کہ

اجتماعی اور نوعی زندگی

اور بقا کے لئے درخت کی موت میں سے زندگی کا چشمہ پھوٹتا ہے۔ مثلاً کیلے کا درخت ہے۔ جب یہ اپنے موسم میں پھل دیتا ہے، تو پھل دینے والے تنے کو ناکارہ سمجھ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کی جڑوں میں سے تین چار کیلے کے پودے نکل آتے ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ کے قانون کے مطابق اچھا پھل پیدا ہو تو وہاں سے نکال کر دوسری جگہوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک سے کئی پودے نکلتے رہتے ہیں۔ بعض درخت اپنے پیچھے بظاہر زندگی سے محروم بیج چھوڑ جاتے ہیں۔ مگر اس بیج میں سے جس میں انسان کی ظاہری آنکھ زندگی نہیں دیکھ رہی ہوتی۔ اللہ تعالےٰ اس میں سے زندگی کو پیدا کرتا ہے۔ مثلاً آم کی گٹھلی سے آم کا پودا نکل آتا ہے۔ اور ماسٹے کی ٹہنیوں سے جو درخت سے کٹنے کی وجہ سے بظاہر مردہ ہو جاتی ہیں۔ انسان ان سے آنکھ پیوند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان میں زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے۔

پس موت سے زندگی کو پیدا کرنا

اللہ تعالےٰ کا ایک عظیم قانون

ہے۔ اس میں اس کی ایک زبردست شان نظر آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ قانون اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ پھر زندگی اور موت دونوں جسمانی بھی ہوتی ہیں اور روحانی بھی۔ جہاں تک بنیادی قوانین کا تعلق ہے۔ یہ دونوں برابر ہوتی اور جاری ہیں۔ جب انسان کو اپنی ہی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں، اللہ تعالیٰ کو اس کی زندگی ختم کرنا مقصود ہو تو وہ انسان جسمانی طور پر وفات پا جاتا ہے۔ گو اس طرح جسمانی اور [illegible] لحاظ سے اس کا دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ لیکن ایک شخص جو روحانی طور پر خدا تعالیٰ کا فدائی اور جاں نثار ہوتا ہے۔ جب وفات پا جاتا ہے۔ تو اس کی نیکی کسی نہ کسی شکل میں باقی رہتی ہے۔ اسکی مثال اس درخت کی ہوتی ہے۔ جس کی جڑوں میں سے ویسے ہی یا [illegible] اس سے بھی اچھے پودے نکلتے نظر آتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے پیار نہیں کرتا۔ وہ جب مر جاتا ہے تو اس کے [illegible] وجود سے ویسے پودے نکلتے نظر نہیں آتے۔ بلکہ گیا جسمانی اور کیا روحانی ہر دو لحاظ سے اس دنیا میں اس کا نام نشان ختم ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے انسان اور اس کی زندگی کے انجام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے سورہ قمر میں فرمایا ہے۔ کہ جب لوگوں نے ہمارے رسولوں کا انکار کیا۔ اور ان کے مقابلہ [illegible] ہو گئے۔ اور

اسی طرح انہوں نے ہماری ناراضگی مول لی تو دنیوی لحاظ سے ہم نے ان کو

کھشیم المحتظر (القمر: ۳۲)

یعنی ان سوکھی ہوئی ٹہنیوں کی طرح بنا دیا۔ جن سے ایک باڑ بنانے والا باڑ بناتا ہے۔ اور جن کے اندر کوئی زندگی نہیں ہوتی۔

ھشیم کے معنی ٹوٹی ہوئی یا توڑی ہوئی چیز کے ہوتے ہیں مثلاً گندم کے متعلق کہا جائے تو یہ بھوسے کی شکل کی ہوگی۔ اور اگر یہ لفظ درختوں کے متعلق استعمال ہو تو ایسے درخت کو بھی ہم ہشیم کہیں گے جو جڑوں سے نکل کر خشک ہو گیا ہو۔ اور زندگی کی کوئی رمق اس کے اندر باقی نہ ہو۔ اور ان سوکھی ہوئی ٹہنیوں کو بھی ہم ہشیم کہیں گے۔ جو خواہ ہمیں درخت پر نظر آئیں خواہ وہ درخت سے کٹ کر الگ ہو گئی ہوں۔ خود ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی ہوں یا کسی توڑنے والے نے ان کو توڑ دیا ہو۔

پس خشک ٹہنیوں کو عربی زبان میں ہشیم کہتے ہیں۔ اسی لئے عربی میں جب تہشّم الشجر کہیں۔ تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ درخت سوکھ کر گر گیا۔ غرض سورہ قمر میں اللہ تعالے نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جس طرح ندی اپنی حکمت کاملہ سے انسان کو سبق دینے کے لئے درختوں کی ٹہنیوں یا خود درختوں سے ان کی زندگی کو چھین لیتا ہے۔ اسی طرح وہ انبیاء علیہم السلام کے منکرین پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔ اور حیات ان سے چھین لیتا ہے جس سے تم یہ سمجھ لو کہ جس شخص یا جس قوم میں روحانی طور پر زندگی کا سلسلہ ختم ہو جائے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے قہر کا مورد بن جاتی ہے۔ اسی لئے تمہیں سکھایا گیا ہے کہ تم

خاتمہ بالخیر کی دعا کرو

وہاں مخلص بندوں سے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم اپنی اولاد کے لئے دعا کیا کرو کہ تمہارے لئے تمہاری اولاد قرۃ العین بنے۔ یعنی وہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔ ایک کروڑ پتی شخص جس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور نہ قرآن کریم کی اسے سمجھ ہوتی ہے۔ اس کے لئے اس کی اولاد قرۃ العین اس وقت بنتی ہے۔ جس وقت وہ تجارت میں، یا زراعت میں، یا چالاکیوں میں، یا دوسروں کی دولت کے استحصال میں، بڑی مہارت حاصل کرے۔ لیکن ایک دیندار شخص جس کا اپنے رب سے زندہ تعلق ہوتا ہے۔ اسکی اولاد اس کے لئے قرۃ العین اس وقت بنتی ہے۔ جس وقت وہ دیندار بنے یعنی خدا تعالے سے روحانی زندگی پانے لگے۔ اسی لئے اسلام نے تربیت اولاد پر بڑا زور دیا ہے۔ پس ہر شخص کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے۔ اسے یہ بات ہمیشہ نظروں میں رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے اسے جو روحانی زندگی عطا فرمائی ہے۔ اس کا سلسلہ اس کی نسل میں بھی جاری رہے اور جو اس شخص کی اولاد ہے۔ اس کے بچے ہیں اُن کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے بزرگ باپ نے اپنی زندگی میں ان کے لئے ایک مثال قائم کی ہے۔ اس مثال کے مطابق انہیں بھی، اللہ تعالے کی رضا اور پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ جو روحانی نعمتیں ان کے بزرگوں کو ملیں (یہ روحانی نعمتیں ورثہ میں نہیں ملا کرتیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں عظیم اور مقبول مجاہدہ کے بعد اللہ تعالے کے فضل سے ملتی ہیں) وہ ان کے حصہ میں بھی آئیں تاکہ خاندان میں روحانی زندگی جاری و ساری رہے۔

آج جمعہ کے دن دیکھیں تو یہ پچھلی رات کا واقعہ ہے لیکن میں آج اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اسلامی کیلنڈر کی رو سے ہمارا دن غروب شمس سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے ہمارے کیلنڈر کے لحاظ سے آج جمعہ کی رات تقریباً ۱۰ بج کر ۲۵ منٹ پر ہمارے ایک بزرگ بھائی

حضرت مرزا عزیز احمد صاحب

وفات پا گئے ہیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ اپنے والد سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقۂ بیعت میں آئے۔ اور احمدی ہوئے۔ اور اس طرح ان کی روحانی حیات شروع ہوئی۔ پھر وہ خلافت سے بھی وابستہ رہے۔ پھر ان کے والد حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت ثانیہ کی عمر میں اپنے چھوٹے بھائی اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں امام وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق ملی

حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ علی گڑھ یونیورسٹی میں اس وقت داخل ہوئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پھیلا رہے تھے۔ یعنی اس وقت تقریباً جوانی کی عمر ہو چکی تھی۔ آپؓ نے لمبی عمر پائی تھی مجھے ان کی صحیح عمر تو یاد نہیں وفات کے وقت کم و بیش ۸۲ سال کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبا عرصہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت

کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ بڑے بے نفس انسان تھے۔ اور بڑے ہنس مکھ اور خوش مزاج انسان تھے۔ اور بڑی دعائیں کرنے والے انسان تھے۔ اور انسان سے بڑا پیار کرنے والے انسان تھے۔ اور بچوں کی تربیت کا بڑا خیال رکھنے والے تھے۔

اللہ تعالے نے آپؓ کو بڑا صبر عطا کر رکھا تھا۔ جب آپ کی پہلی بیوی وفات پا گئیں۔ اور ان کے بطن سے ان کے دونوں بیٹے بھی فوت ہو گئے۔ تو ان کی وفات کے صدمے کو انہوں نے بڑے صبر سے برداشت کیا۔ پھر جب حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی سے انہوں نے نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ثمن کے اس صبر کا یہ اجر عطا فرمایا کہ ان کی نسبتاً بڑی عمر میں دو اور بیٹے عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ مزید پیار بھی حاصل ہوا کہ ان کے صبر اور اپنے لئے ان کی محبت کو دیکھ کر ان کے ہر دو بچوں کو اسلام کیلئے محبت رکھنے والے دل عطا فرمائے۔ آپؓ کے دونوں بیٹے واقف زندگی ہیں۔ اور بڑے اخلاص سے سلسلہ کا کام کرنے والے ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ جس طرح کیلے کا پودا پھل دینے کے بعد اپنی جڑوں سے دو چار مزید پودے نکالتا ہے اور اس لحاظ سے ہم اسے مردہ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کا خاندان زندہ ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا عزیز احمد صاحب جسمانی لحاظ سے تو وفات پا گئے ہیں۔ مگر وہ روحانی طور پر زندہ ہیں کیونکہ اللہ تعالے نے آپ کی نسل کو روحانی طور پر زندہ رکھا ان کو خدا کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تاہم ان کے بیٹوں پر اب ذمہ داری بھی آ پڑی ہے۔ باپ کی زندگی میں بعض بچے بعض دفعہ کچھ لاپرواہ بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر وہ غلطی کریں تو باپ نصیحت کر دیتا ہے۔ ان کی غلطی کو دور کر دیتا ہے۔ غرض وہ ان کی ہر رنگ میں تربیت کرتا رہتا ہے۔ مگر جب انسان کو اپنی ابتدائی کی ساری ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر خود ہی اٹھانی پڑتی ہیں۔ تو پھر اسے خود ہی اپنا مربی بھی بننا پڑتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ

کہ انسان پر اس کے نفس کا بھی حق ہے۔ پس انسانی زندگی میں جب یہ مرحلہ آتا ہے کہ اس کا بزرگ باپ داغ مفارقت دے جاتا ہے۔ تو پھر کوئی باہر سے آکر اس کا مربی نہیں بنتا۔ اس صورت میں خود انسان اپنا استاد بھی ہوتا ہے اور اپنا شاگرد بھی ہوتا ہے۔ یعنی خود اپنی تربیت بھی کر رہا ہوتا ہے اور دوسروں سے تربیت حاصل بھی کر رہا ہوتا ہے۔ غرض حضرت میاں عزیز احمد صاحب کی جدائی سے ان کے بیٹوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ اللہ تعالے سے ہماری دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے حضرت میاں صاحب کی مغفرت فرمائے۔ اور ان کی اولاد کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ اس دنیا میں بھی

زندگی کے بہت سے پہلو

ایسے ہیں جن کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ موت کے سرچشمہ سے زندگی کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ چنانچہ حقیقی زندگی مسکراہٹ اور بشاشت کا دوسرا نام ہے جو درخت مرجاتا ہے۔ یا جب درخت مرجاتے ہیں۔ تو باغ پر مردنی چھا جاتی ہے لیکن جو درخت زندہ ہے۔ اور اس کی زندگی کی علامت یہ ہے کہ سبزہ ہے اس کے پتوں پر پھول ہیں اس کی ٹہنیوں پر اور وہ پھلوں سے لدا ہوا ہے۔ تو گویا اس کی سرسبزی اور شادابی، اور اس کے پھول اور پھل اس کی دلآویز مسکراہٹوں کے مترادف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرسبز اور پھولدار درخت کے وجود میں شاعر مسکراہٹیں دیکھتا۔ اور اپنے کلام کو پھولوں کی طرح خوشنما پاتا ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ کے عاجز بندے ہیں۔ ہمیں روحانی حیات میں جو خوشیاں اور مسکراہٹیں اور بشاشتیں نظر آتی ہیں۔ وہ ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتیں۔ چنانچہ

ربوہ ہماری مسکراہٹوں کا مرکز ہے

اس کی مسکراہٹیں قائم رہنی چاہئیں۔ اہل ربوہ کے چہروں پر بھی اور ربوہ کی فضاؤں میں بھی، اور اسکی ہواؤں میں بھی۔ مسکراہٹیں کھیلتی رہنی چاہئیں ربوہ کی گلیوں میں بھی اور اس کی شاہراہوں پر بھی مسکراہٹیں نظر آنی چاہئیں۔

چنانچہ انہیں مسکراہٹوں کو نمایاں کرنے کے سلسلے میں میں نے مجلس صحت کا اجراء کیا تھا۔ اور اس کے قیام پر اس خواہش کا اظہار کیا تھا۔ کہ اہل ربوہ گھروں میں پھلدار اور کھلے میدانوں اور سڑکوں پر سایہ دار درخت لگا کر سرزمین کو ایک باغ کی شکل میں تبدیل کر دیں گے کیونکہ علاوہ اور بہت سے فوائد کے ہمیں درختوں پر خدا تعالےٰ کی قدرتیں دکھائی دیتی ہیں۔ جن سے انسان بہت سے جسمانی اور روحانی فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ میری اس تحریک پر پچھلے سال موسم خزاں کے آخر میں جو درخت لگائے گئے تھے۔ مجلس صحت کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق ان پر جو حالت گذری، اور جن حادثات کا اُن کو سامنا کرنا پڑا۔ خدا تعالیٰ درختوں کو بھی انسانوں کو بھی ان حادثات سے محفوظ رکھے۔ کچھ تو بچوں نے توڑ تاڑ دیئے

میں کہتا ہوں

ایک احمدی طفل اگر درختوں کو توڑتا ہے۔ تو اس کے ماں باپ ذمہ دار ہیں۔ پھر کچھ درخت آندھیوں کی نذر ہو گئے۔ کچھ درختوں کو زندگی کا پانی نہیں ملا۔ اور وہ مرجھا گئے۔ کچھ درختوں کو غذا نہیں دی گئی درختوں کو غذا کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ جس جگہ درخت لگایا گیا ہے۔ وہاں اس کے پنپنے کے لئے حالات سازگار ہیں یا نہیں دو تین سال ہوئے۔ ہم نے اپنی زمینوں پر ایک بڑ کا درخت لگایا۔ چنانچہ میں نے دیکھا گرمیوں میں اس کی شاخیں نکل آئیں۔ اور وہ بڑا خوبصورت لگتا لیکن جب موسم سرما آتا اور کورا پڑتا تو وہ مرجھا جاتا۔ پھر گرمیوں میں اس کی جڑ میں سے ایک اور شاخ نکل آتی تھی۔ دو سال تک ہم اس کے ساتھ اس کے زندہ رکھنے کا کھیل کھیلتے رہے۔ گذشتہ چند مہینے ہوئے ان سردیوں سے پہلے مجھے خیال آیا کہ یہ درخت تو بڑا مظلوم ہے۔ جس جگہ ہم نے اسے لگا رکھا ہے۔ اس جگہ زمین کے دو فٹ نیچے ریت کی موٹی تہ شروع ہوتی ہے۔ جس میں درخت کے لئے کوئی غذائیت موجود نہیں۔ غذا نہ ملنے کی وجہ سے اس میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ شدتِ سرما کا مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ میں نے اس کے ارد گرد گوبر کی کھاد ڈلوادی۔ اور اب اتنی سخت سردی کے باوجود بڑا اچھا اور سرسبز ہے۔ اور بہت خوبصورت لگتا ہے۔ گو درختوں پر اللہ تعالیٰ کا قانون ہی کارفرما ہے۔ اصل حکم تو اللہ تعالےٰ ہی کا چلتا ہے لیکن اس کے قانون کا ہمیں بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ درختوں کی غذا بھی ضروری ہے۔ اگر اُن کو غذا نہ ملے تو وہ مرجھا جاتے ہیں۔

پس

گذشتہ سال کی شجرکاری

ایک تجربہ تھا۔ جس میں درختوں کو ضائع کیا۔ عربی کا محاورہ ہے "ماضاع مالک ما وعظک" کہ جس مال کے ضائع ہونے سے تمہیں نصیحت حاصل ہو۔ اور اس سے تم سبق سیکھو اس کو ضائع نہ سمجھو اس لئے جو درخت ضائع ہو گئے ہیں۔ اگر ان کی جگہ نئے درخت اس آنے والے موسم میں لگا دیئے جائیں۔ اور وہ چل نکلیں تو تلافی مافات ہو سکتی ہے چنانچہ اب ۲۵ر فروری کے بعد حکومت کے اعلان کے مطابق درخت لگانے کا موسم شروع ہو رہا ہے۔ نگران مجلس صحت کہتے ہیں کہ انہوں نے اس موسم میں تین ہزار درخت لگانے کا پروگرام بنایا ہے۔ میرے نزدیک یہ تعداد کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اور اس میں کوئی مشکل نہیں کہ ربوہ میں

دس ہزار درخت

لگنے چاہئیں۔ عام حوادث اور ناتجربہ کاری کے پیش نظر اگر پانچ ہزار یعنی ۵۰ فی صد درخت ضائع بھی ہو جائیں۔ تب بھی میں پانچ ہزار درخت زندہ و سلامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب اگلا موسم سرما آئے تو اتنے درخت اپنی عمر کے لحاظ سے اونچا قد نکال چکے ہوں گے۔ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے۔ احباب ربوہ خدا کی بتائی ہوئی تدبیر کریں اور خدا کی بتائی ہوئی دعا بھی کریں۔ خدا کے حضور جھکیں اس سے اس کا فضل مانگیں۔ درختوں کو لگانے اور ان کی دیکھ بھال کی توفیق مانگیں۔ عقل مانگیں، فراست مانگیں۔ اپنے بچوں کی تربیت کی توفیق مانگیں۔ میٹھا پانی مانگیں۔ وہ بڑا دیالو ہے۔ وہ ہر چیز دینے والا ہے۔ اپنی ضرورت کی ہر چیز اس سے مانگیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ ربوہ میں درخت لگا کر اسے سرسبز و شاداب بنا دیا جائے۔ میں آپ پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہوں۔ یہ بڑا ضروری کام ہے۔ اس میں پورے ذوق و شوق کے ساتھ حصہ لیں۔

شجر کاری کی اہمیت کو گو سرکاری سطح پر محسوس کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن پچھلے ۲۵ سال میں ہمارے ملک میں ہر سال بہر ... ۱۰ درخت لگائے گئے۔ اور قریباً کروڑوں درخت ہی ضائع بھی ہو گئے۔ اگر ان میں سے نصف تعداد میں درختوں کی حفاظت کرنے کے ہم قابل ہوتے تو اس وقت سارا پاکستان (ہوائی جہاز سے) ایک خوبصورت جنگل یا باغ نظر آتا۔ لیکن اب ایسا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ درخت بہت کم ہیں۔ اس لئے محض درختوں کے لگانے پر خوشی کا اعلان جہالت کا اعلان ہے۔ جب درخت بڑے ہو جائیں۔ جب انسان کے اس زمانہ پر خود درخت کا سبزہ اور اسکی خوبصورتی گواہی دے کہ گویا انسان نے خدا تعالےٰ کے قانون کو سمجھا۔ اور بوقتِ ضرورت اسکو استعمال کیا۔ اور اس استعمال میں اس نے محنت کی اور خدا تعالےٰ سے دعا کی اور اس طرح اس کے فضلوں کو حاصل کیا۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔ لیکن یہ تو خوشی کی بات نہیں۔ کہ ہر سال قوم کروڑوں درخت لگائے۔ اور ہر سال کروڑوں درختوں کو ضائع بھی کر دے۔ یہ تو بڑی شرم کی بات ہے۔ یہ تو بڑی نالائقی کی بات ہے۔ اس سے تو گردنیں جھک جانی چاہئیں اکڑنی نہیں چاہئیں۔

ہماری دعا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو بھی بہترین شجرکاری اور ان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کو بھی جو میرے پہلے مخاطب ہیں۔ اس کام کی کما حقہٗ توفیق عطا ہو۔ کیونکہ آپ کی ذمہ داری دوسروں سے بہر حال زیادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آج روحانی قیادت آپ کے ہاتھ میں دی ہے۔ اس لئے ہر احمدی نے زندگی کے ہر شعبہ میں

دوسروں سے آگے نکلنا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہر احمدی دوست کو انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔

جہاں تک درختوں کے لئے پانی کا تعلق ہے اس کی ابتداء میں نے اس لئے کہ وہ ایسے محلے جن میں اس وقت پانی بالکل نہیں۔ یا بہت کم ہے۔ پینے کے لئے بھی دقت ہے۔ وہاں اہل محلہ اور مرکز کے باہمی تعاون سے بجلی کے کنوئیں لگا دیئے جائیں گے۔ اس طرح پانی کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ میں نے بعد میں یہ بھی اعلان کیا تھا کہ دوسرے محلے میں بھی پانی کی ضرورت ہو تو وہ بھی اس قسم کے پروگرام میں شامل ہو۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ایک اور محلے نے بھی اس طرف توجہ کی ہے۔ تاہم ابھی تک کوئی ٹھوس اقدام سامنے نہیں آیا۔ یوں لگتا ہے۔ یہ محلے خواب خرگوش میں پڑے ہوئے ہیں۔ ترقی کے لئے کچھوے کی طرح کی آہستہ آہستہ حرکت تو کوئی حرکت نہیں ہے۔ حالانکہ انسانی صحت کے لئے پانی بہت ضروری ہے۔ نمکین پانی پینے کی کچھ عادت بھی پڑ گئی ہے۔ اس لئے میٹھے پانی کے انتظام کے لئے کوئی فوری توجہ نہیں دکھا رہے۔ علاوہ پینے کی ضرورت کے اگر ہم نے درختوں کے لئے پانی کا انتظام کرنا ہے۔ تو پھر چونکہ فروری کے آخر سے درخت لگانے کا موسم شروع ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے یہ کنوئیں چالو ہونے چاہئیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مثلاً جس وقت گندم لگانے کا موسم ختم ہو جائے۔ اس وقت ہم یہ کہہ دیں کہ ہم نے کھاد کی صحیح تقسیم کا انتظام کر دیا ہے۔ نتیجہ اسی کام کا نکلا کرتا ہے جسکو

خدائی قانون کے مطابق

وقت پر کیا جائے۔ بے وقت کام کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا کرتا۔ اسی لئے عمل صالح میں حال کے مطابق کام کرنے کی شرط بھی شامل ہے۔ یعنی جو کام کرنے کا وقت ہے۔ اس کو بھی ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ درخت لگانے کا موسم سال میں ایک دفعہ فروری، مارچ میں آتا ہے۔ اگر اس موسم کی بجائے دسمبر، جنوری میں درخت لگائے جائیں تو ظاہر ہے کہ جہاں تک درخت لگانے کا سوال ہے یہ عمل صالح نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ موسم درخت لگانے کا نہیں درختوں کے سلانے کا رکھا ہے۔ بعض درخت بہت گہری اور لمبی نیند لیتے ہیں مثلاً سیب کا درخت ہے یہ ایسی جگہ ہوتا ہے۔ جہاں اسے پانچ چھ مہینے کی نیند مل جائے اتنی لمبی نیند اسے کشمیر میں ہی ملتی ہے۔ اس لئے کشمیر کا سیب بہت مشہور ہے۔ غرض جہاں بھی ایسا موسم ہوگا۔ وہاں کا سیب بہت اچھا ہوگا۔ اسی لئے اب سوات میں بھی بہت اچھے سیب ہونے لگ گئے ہیں۔

سیب کی بعض قسمیں

ایسی بھی ہیں جن کے درخت چودہ۔ چودہ ہزار فٹ اونچے ہوتے ہیں۔ اور وہ آٹھ مہینے تک نیند لیتے ہیں۔ پس جس وقت درختوں کے سونے کا موسم ہوتا ہے۔ اس وقت اگر آپ درخت لگائیں گے۔ تو وہ مر جائیں گے۔ کیونکہ اس موسم میں کوئی درخت جڑ نہیں پکڑے گا۔

غرض وہی کام نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ جسے وقت پر کیا جائے۔ بے وقت کا کام بتاتا ہے کہ کام کرنے والے شخص کو اپنے کام سے پیار نہیں ہے۔ وہ تو یونہی بیگار کاٹ رہا ہے۔ ہمارے اس کام کی جو پہلی سٹیج ہے۔ یا اس کا جو پہلا قدم ہے۔ وہ دو کنوئیں لگانے کا تو یقیناً ہے۔ اگر کسی اور محلے میں "تیسرے" کنوئیں کے لگانے کا پروگرام بھی شامل ہو۔ اور وہ محلہ اپنے آپ کو حقدار بنائے تو اس کو بھی حصہ مل جائے گا۔ لیکن اگر وہ فی الواقعہ حقدار نہ ہو تو اس کو حصہ نہیں ملے گا۔ ۲۰-۲۵ فروری سے پہلے پہلے یہ کنوئیں بہرحال چالو ہو جانے چاہئیں۔ مجھے یہ رپورٹ ملی ہے کہ محلے اس طرف توجہ نہیں کر رہے۔

تمام محلوں کو چاہیئے

کہ وہ ابھی سے گڑھے کھودنے کا کام شروع کر دیں۔ گڑھے کھود کر ان میں مٹی (بھل) ڈال دی جائے۔ پھر جس قسم کی کھاد درختوں کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ مہیا کی جائے۔ درختوں کے لگانے کے بعد ان کی حفاظت کی جائے جو بچے درختوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان کو وہاں کا نگران بنا دیا جائے۔ آپ ان سے کہیں کہ تم ان درختوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہو۔ جتنے درخت لگیں گے ان میں سے نصف، تو آپ نے انشاء اللہ ضرور پالنے ہیں۔ ان ۵۰٪ میں سے جتنے درخت آپ نہ پال سکیں مثلاً کسی جگہ سو درخت پلنے ہیں۔ (وہ سو میں سے) ان میں سے آپ پچاس کو پال سکے ہیں۔ اور ۵ ضائع ہو گئے ہیں۔ تو آپ آپس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ کریں کہ آپ اہل محلہ اپنے اوپر فی درخت دس روپے فی درخت اجتماعی جرمانہ ادا کریں گے۔ اور اس طرح جو رقم جمع ہوگی وہ شجرکاری پر خرچ ہوا کرے گی۔ پس تمام محلوں کے صدر صاحبان کو میں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آج شام کو اپنی مجالس عاملہ کو اکٹھا کر کے باہمی مشورہ سے اپنے حالات کے مطابق یہ طے کر لیں کہ پچاس فی صد میں سے ضائع ہونے والے درختوں پر فی درخت دس روپے یا ساڑھے نو روپے یا پونے نو روپے دو آنے تک محلہ جرمانہ ادا کرے گا حالات کے مطابق میرے مشورہ سے تبدیلی بھی ہو سکتی ہے۔

دوسرے

مجلس صحت کے نگران

کو چاہیئے کہ وہ تین ہزار کی بجائے دس ہزار درختوں کے منگوانے کا انتظام کریں۔ حکومت پانچ پیسے فی درخت یعنی پانچ روپے فی سیکڑہ کے حساب سے درخت دیتی رہی ہے۔ یہ بڑا سستا سودا ہے۔ تاہم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ دوست یا کچھ محلے ایسے ہوں جو اتنی رقم بھی خرچ نہ کر سکتے ہوں۔ لیکن اگر وہ یہ فیصلہ کر لیں کہ جو درخت ضائع ہونے کی صورت میں وہ نو دس روپے جرمانہ ادا کریں گے۔ تو ہم ان کو شروع میں درخت مفت دے دیں گے۔ اگر وہ ہم سے زائد قیمت پر درخت خرید لیں تو پھر ان کو جرمانہ نہیں ہوگا۔ جو انہوں نے خود ہی اپنے اوپر عائد کیا ہے۔ پھر وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے چونکہ زیادہ پیسے دے کر درخت خریدے ہیں۔ اور گویا شروع میں جرمانہ ادا کر دیا ہے اس لئے بعد میں ہم سے نہ لو۔

بہرحال درخت لگنے چاہئیں سڑکوں کے کناروں پر اور کھلے میدانوں میں ہر جگہ درخت لگنے چاہئیں۔ فی الحال اُن جگہوں پر بھی درخت لگا دیں۔ جہاں مثلاً کسی کا مکان بننے والا ہے۔ اس سلسلہ میں جماعت کی طرف سے یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ جن دوستوں کے قطعات میں ابھی تک مکان تعمیر نہیں ہوئے۔ ان میں بھی درخت لگا دیئے جائیں۔ جب وہ مکان بنائیں تو درخت کاٹ دیئے جائیں۔ ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ ان کی زمین اچھی ہو جائے گی۔ تاہم اس شخص کا جس نے ابھی اپنے قطعۂ زمین پر مکان نہیں بنایا حق ہے کہ وہ کہے کہ میں ایسا کرنے نہیں دوں گا۔ اس لئے وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ اس نے اپنے قطعۂ زمین میں جلد مکان بنانا ہے۔ اس لئے اجتماعی درخت نہیں لگنے چاہئیں۔ وہ نظارت امور عامہ کو اطلاع دے ہم اس کے قطعہ میں درخت نہیں لگائیں گے۔ لیکن جو شخص اطلاع نہیں دے گا۔ تو جس طرح کنواری بچی سے اس کے نکاح کے موقعہ پر رضامندی لی جاتی ہے۔ کہ اگر وہ شرم کے مارے خاموش رہے تو اس کی خاموشی رضامندی سمجھ لی جاتی ہے۔ اسی طرح

خالی قطعات کے مالکان

کی خاموشی رضامندی متصور ہوگی۔ جو شخص یہ کہے گا کہ اس کے قطعہ میں درخت نہ لگائے جائیں تو محلہ ذمہ وار ہے۔ اس کے قطعہ میں درخت نہیں لگے گا۔ تاہم ایسے لوگوں کو میں کہہ دیتا ہوں

کہ اس طرح اُن کے لئے فائدہ ہے۔ درختوں سے زمین کی شکل بدل جاتی ہے۔ پس اجازت دینا اُن کا کام ہے۔ میرا اور آپ کا کام نہیں ہے۔

یہ تو تھی زندگی اور موت کی بات۔ جس کو میں نے اس وقت مختصراً بیان کیا ہے۔ اب میں ایک بڑی دُکھ دہ اور خطرناک خبر کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو آج کے اخبارات میں چھپی ہے۔ چونکہ وہ اخباری خبر ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ درست نہ ہو۔ کیونکہ وہ اخباری خبر ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے الفاظ درست نہ ہوں۔ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ ہوں۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو مَیں اس کے متعلق کچھ کہنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔ مَیں اس بارہ میں خاموش نہیں رہ سکتا۔ آج میں اس کے متعلق کچھ باتیں اصولی طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ اصل الفاظ معلوم ہو جانے پر اس کے متعلق قرآن کریم کی ہی روشنی میں زیادہ تفصیل سے اہل ملک کو اس سے متعارف کرانے کی کوشش کروں گا۔

خبر یہ ہے کہ آج ۲۶ رجنوری کے روزنامہ "مشرق" لاہور میں چھپا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں ایک صاحب نے

قانون کا ایک مسودہ

پیش کیا ہے۔ اور یہ تجویز کیا ہے کہ کسی اخبار یا رسالہ یا دوسری مطبوعات میں جب قرآن کریم کی کسی آیت کا حوالہ دینا مطلوب ہو تو قرآن کریم کی اصل آیت درج کرنے کی بجائے اس کا ترجمہ لکھا جائے۔ یعنی قرآن کریم کے الفاظ کسی اخبار یا کسی رسالے یا کسی کتاب میں نہ چھاپے جائیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس سلسلہ میں یہ وسوسہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اخبارات وغیرہ میں چھپنے کی وجہ سے قرآن کریم کی آیات کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ گویا ان کی تحریم کے لئے یہ مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے۔ مگر انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی تو بڑا مبارک اور قابل صد احترام ہے۔ پھر کل یہ بل پیش ہو جائے گا۔ کہ کسی اخبار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک شائع نہ کیا جائے۔ یہ سلسلہ یہیں نہیں ختم ہوگا بلکہ بڑھتے بڑھتے اس سب سے بزرگ و برتر اور حرمت و احترام اور بزرگی اور نیکی اور نور کے سرچشمہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات تک جا پہنچے گا جس کا قرآن کریم میں جا بجا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ پھر ایک بل یہ پیش ہو جائے گا۔ کہ کسی اخبار یا رسالے یا مطبوعات میں اللہ تعالیٰ کا نام نہ شائع کیا جائے

مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ اسلام دشمنی کی وجہ سے یہ مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ حکم ہے کہ حسن ظنی کی راہ کو اختیار کیا جائے۔ پس میں یہ الزام نہیں دیتا۔ کہ اسلام کے خلاف جان بوجھ کر یہ حملہ کیا گیا ہے۔ لیکن مَیں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ ذہنیت صرف اس شخص کی ہو سکتی ہے۔ جس کو اسلام کی الف اور باء سے بھی واقفیت نہ ہو۔

غرض یہ اسلام دشمنی کے نتیجہ میں نہیں۔ بلکہ اسلام سے ناواقفیت کے نتیجہ میں اور

قرآن کریم اور اس کی افادیت

کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ مسودہ پیش کیا گیا ہے۔ میرا نفس یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ اس مسودہ کو اکثریت رد کر دے۔ بلکہ میرا نفس پاکستانی شہریوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس شخص کو سمجھایا جائے کہ وہ اپنا مسودہ واپس لے لے کیونکہ اس کا اسمبلی میں پیش ہو کر زیر بحث آنا بھی میرے نزدیک قرآن کریم کی بے حرمتی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر حرمتِ قرآن کریم کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت نہ کسی اخبار میں، نہ کسی رسالہ میں اور نہ کسی کتاب میں عربی الفاظ میں لکھی جائے۔ اور اسے حرمت قرار دیا جائے گا۔ اور اسے درست سمجھ لیا جائے گا۔ تو پھر اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ تمام کتب جو اُمت محمدیہ میں ہمارے بزرگ اور اولیاء اللہ نے لکھی ہیں،

جن میں وہ اپنے استدلال کے لئے قرآن کریم کی آیت پر آیت درج کرتے چلے گئے ہیں۔ ان سب کی اشاعت بھی بند ہو جائے گی۔ اور اگر بند نہیں ہو گی تو عقلاً یہ قانون نامعقول ٹھہرے گا کیونکہ مطلب ہے

قرآن کریم کی آیات کی حرمت

اور طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ کسی کتاب اور رسالہ [illegible] تو پھر پہلے جو کتابیں چھپ چکی ہیں۔ جن میں آیات کی بے حرمتی کا اسی طرح سوال ہے۔ جس طرح رسالوں میں۔ تو پھر ان کتابوں کی اشاعت کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔ اگر آپ نے شائع نہیں کرنی تو مثلاً [illegible] (حدیث کی مشہور کتاب ہے) اور حدیث کی ساری کتابیں تو کیئں۔ [illegible] بخاری شائع نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس میں قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی کتاب شائع نہیں ہو گی۔ غرض اللہ تعالیٰ کے وہ سینکڑوں ہزاروں بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود معلم بن کر قرآن کریم کے رموز و اسرار سکھائے تھے ان کی کتابوں کی اشاعت بند ہو جائے گی۔

تجویز پیش کنندہ کہتے ہیں ورق پھٹ جاتے ہیں۔ ادھر اُدھر بکھر جاتے ہیں۔ تو آیات کی بے حرمتی [illegible] ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی آیات نہیں چھپ سکتیں۔ لیکن جس [illegible] بخاری شریف کے اوراق جن پر قرآن کریم کی آیات ہوں وہ پھٹ سکتے ہیں۔ اور بکھر سکتے ہیں۔ اور تمہارے نزدیک بے حرمتی ہوتی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم مترجم کے اوراق بھی پھٹ سکتے ہیں۔ اور بکھر سکتے اور تمہارے نزدیک ان کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ تو اس واسطے

قرآن کریم مترجم کی اشاعت

بھی بند ہونی چاہیئے۔ یعنی اگر غلطی کی حد تک اس نامعقول تجویز پر عمل کیا جائے تو پھر یہی شکل بنتی ہے۔ پھر تو سب سے زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ خود قرآن کریم کا متن شائع کرنا۔ کیونکہ قرآن کریم کا ترجمہ تو عام طور پر بڑی عمر کے آدمی کے ہاتھ میں نظر آتا ہے۔ مثلاً آٹھویں نویں کا طالب علم ہے۔ اور سمجھدار ہے یا کالج کے طلباء ہیں۔ یا دوسرے پڑھے لکھے لوگ قرآن کریم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اگر ان سے بے احتیاطی ہو سکتی ہے۔ تو ایک بچہ جو پہلی جماعت میں پڑھتا ہے۔ اور اس نے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا شروع کیا اس سے بے احتیاطی نہیں ہو سکتی۔ اس سے بھی بعض دفعہ قرآن کریم پھٹتا ہے۔ کیونکہ بچہ بچہ ہی ہوتا ہے۔ خود مجھ سے بچپن میں قرآن کریم پڑھتے وقت دو تین قرآن کریم کے کئی جگہ سے اوراق پھٹ جاتے رہے۔ پس بچوں سے بے احتیاطی ہو جاتی ہے۔ اب ہم اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ تو وہ قرآن کریم کے صفحے پھاڑ دیتے ہیں۔ اس لئے ہم نے پہلے پانچ پارے اور آخری پارہ (جو بالعموم بچوں کو پہلے پڑھایا جاتا ہے۔) الگ طور پر ایک ایک پارہ کر کے شائع کیا ہے۔ تاکہ جو بچہ اپنے بچپن کی وجہ سے بے احتیاطی کے نتیجہ میں اوراق پھاڑ دیتا ہے۔ اسے ہر دفعہ زیادہ قیمت پر ایک نیا قرآن کریم خریدنا نہ پڑے۔ مثلاً اگر کسی بچہ کا قرآن کریم پڑھتے وقت پہلا پارہ ختم ہونے سے پہلے پھٹ گیا تو نیا پارہ دس بیس پیسے میں مل جاتا ہے۔ لیکن سارا قرآن کریم اسے پانچ چھ روپے میں ملتا ہے۔ پس سب سے زیادہ بے حرمتی کا (اگر یہ بے حرمتی ہے) تو قرآن کریم کے متن کو خدشہ ہے اس لئے تم کہو گے قرآن کریم کے متن کو شائع کرنا بند کر دو۔ پھر تم جا کر شیطان کی گود میں بیٹھو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کس طرح بیٹھ سکتے ہو۔

میں نے بتایا ہے کہ

ایک احمدی کا مقام

عقل و فراست کے لحاظ سے بھی بڑا اونچا ہے۔ ہم قرآن کریم کی ہر آیت بلکہ اس کے ہر لفظ اور ہر شعشے کی حرمت کے لفظی اور معنوی ہر دو [illegible]

سے تائی اور اسکی تعلیمات پر چلنے والے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ تجویز ایسی ہے کہ اس سے بالآخر قرآن کریم کی اشاعت کے بند ہونے کا خدشہ ہے۔ بے حرمتی کا تدارک اپنی جگہ نہایت ضروری ہے۔ لیکن قرآن کریم اور اس کی آیات کی ہمہ گیر افادیت اور عالمگیر اشاعت کے پیش نظر اس قسم کی پابندی نہ عقلاً صحیح ہے نہ مذہباً جائز۔ اس لئے ہم حسن ظن رکھتے ہوئے اس شخص کو اسلام دشمن نہیں سمجھتے۔ البتہ اسلام سے ناواقف ضرور سمجھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نہ صرف اسلامی تعلیم سے بے بہرہ بلکہ اس نے عقل کے جو تمام تقاضے ہیں اس کو بھی مدّنظر نہیں رکھا۔ تیسرے میں نے اس وقت اپنے پاکستانی بھائیوں سے یہ عرض کیا ہے کہ تجویز کنندہ کو سمجھایا جائے۔ دلیل کے ساتھ اور پیار کے ساتھ کہ وہ اس قسم کا غلط مسودہ قانون واپس لے لے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں کسی اسمبلی میں اس کا پیش ہو کر ردّ ہو جانا بھی

قرآن کریم کی بے حرمتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ہماری زندگیوں پر حادی کرکے بھیجا ہے۔ اس کو تو ہم نے اپنے سینوں سے لگانا ہے۔ تاکہ اس کے نور سے ہمارے سینوں کے داغ دھل جائیں۔ اور ظلمات چھٹ جائیں۔

میں نے پچھلے سال چند خطبات یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورًا پر دیئے تھے۔ میں نے ان خطبات میں بھی قرآن کریم کے بارہ میں اس قسم کے توہمات اور غلط باتوں اور ان کے ازالہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر آج تو میں روزنامہ "مشرق" کی یہ خبر پڑھ کر سخت پریشان ہوا ہوں۔

قرآن کریم ہماری جان ہے

اس لئے یہ کہنا کہ ایک مسلمان اپنی جان کو چھوڑ سکتا ہے۔ درست نہیں اس طرح وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر مسلمان نے انفرادی اور اجتماعی ہر دو رنگ میں زندگی کو حاصل کرنا ہے۔ یعنی اس نے زندہ رہنا اور باقی رہنا اور ترقیات حاصل کرنی ہیں۔ تو اسے قرآن کریم کو اپنی زندگی کی روح رواں بنانا پڑے گا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ قرآن کریم اس کی روح کی بھی روح ہے۔ اس کی زندگی اور اس کے جسم کی حرارت ہے اس کے دل کا چین ہے اور اس کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس عظمت اور ان خوبیوں کے مالک قرآن کریم کو تم کیسے دور کر دوگے۔ یا اس کی آیات کو کتابوں سے کیسے الگ کر دوگے۔

پس جیسا کہ میں نے مختصراً بتایا ہے۔ یہ بات بظاہر نامعقول بھی ہے۔ اور ہو سکتا ہے "مشرق" نے اسے جن الفاظ میں پیش کیا ہے وہ اصل حقیقت پر مبنی نہ ہوں۔ اس وقت میں نے اس "اگر" کے ساتھ کچھ اظہار خیال کیا ہے۔ کیونکہ میں آج کے دن آج کی اس خبر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا تھا۔ ہم اس مسودہ کے اصل الفاظ منگوانے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت تک ہم اس کے متعلق مزید کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اس بارہ میں غصہ کرنے کی بات نہیں، نہ خفگی کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی طیش میں آنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کے متعلق یہ بات ہو رہی ہے۔ جو خود پیار کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔ یہ پیار ہی ہے جس نے اس دنیا کو رام کیا۔ اور اسلام کی صداقتوں کا قائل کیا۔ اور لوگوں کے دلوں کو جیت لیا۔ آئندہ جیتے گا۔ اس کام کے لئے جماعت احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے ایسے موقع پر

پیار کے ساتھ سمجھانا

ضروری ہے۔ پس غصہ کے اظہار کے بغیر آپ اسے بڑے پیار سے سمجھیں کہ غفلت سے یا لاعلمی کے نتیجہ میں آپ سے یہ غلطی ہو گئی ہے۔ اس قسم کا بل پیش نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ ہمارے دلوں کو دکھانے والا مسودہ ہے۔ اس کو واپس لے لینا چاہیئے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ اور اس قسم کی باتوں سے بچنے کی توفیق بخشے۔ اصل مسودہ کے الفاظ منگوا کر اگر ضرورت سمجھی تو میں انشاء اللہ زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالوں گا۔ بہرحال یہ ایسی بات نہیں ہے۔ جس پر کوئی مسلمان فرقہ خاموش رہ سکے۔ یہ صحیح ہے کہ آجکل تکفیر کا بازار گرم ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ سب فرقوں کا یہ دعویٰ ہے کہ

قرآن کریم ایک نور ہے۔

اس دعویٰ کے مطابق اس بارہ میں ہر مسلمان کا ردّ عمل ہونا چاہیئے تاکہ دنیا پر ثابت ہو جائے کہ قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں کا دعویٰ صحیح ہے۔

درخواستہائے دعا

(۱) میرا بھتیجہ یعنی محمد صاحب مدراس کا بیٹا محمد نعیم دق کی بیماری اور ساتھ ہی دوسری بیماریوں میں بھی مبتلا ہو کر شاردا نرسنگ ہوم میں داخل کیا گیا ہے۔ اس کی کامل صحت درازی عمر کے لئے اور والدین اور جملہ افراد خاندان کو پریشانیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی تمام بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار۔ پی عبدالحمید بمبئی

(۲) خاکسار کے بھائی مکرم بشارت احمد صاحب ڈار معدہ کی تکلیف سے سخت علیل ہیں آج ہی ہسپتال چلے گئے ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کیلئے بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ درخواست دعا ہے برادرم بشارت احمد نے اعانت بدر میں ۵/- روپے ادا کئے ہیں

خاکسار۔ عبدالحکیم ڈار سکرٹری مال آسنور

(۳) خاکسار نے اس سال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کوئی اچھا روزگار عطا فرمائے۔

خاکسار۔ بدرالدین آف آسنور کشمیر

(۴) مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان کی طبیعت اب پہلے سے بہت بہتر ہے۔ تاہم ہاتھ کی انگلیوں میں سنسناہٹ اور دماغ میں تاحال کمزوری ہے۔ عام کمزوری بھی محسوس کرتے ہیں۔ کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ایڈیٹر

(۵) محترمہ اہلیہ صاحبہ مرحوم مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ تاحال شدید طور پر علیل ہیں۔ مناسب علاج معالجہ جاری ہے۔ کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ایڈیٹر

اخبار قادیان

★ —— مورخہ ۸/۱۶ کو دونوں مقامی درسگاہیں تعلیم الاسلام ہائی اسکول و نصرت گرلز ہائی اسکول موسمی تعطیلات کے بعد دوبارہ کھل گئیں۔ ★ —— سرینگر میں دو روزہ احمدیہ کانفرنس ۱۸/۱۹ اگست کو کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی۔ ... مرکزی مبلغین کے علاوہ قادیان سے مکرم صوفی علی محمد صاحب اور تاجیر یش کالج علم عزیز ذکراللہ ایوب نے بھی کانفرنس میں شرکت کی دونوں دوست بتاریخ ۸/۲۱ بخیر و عافیت قادیان واپس پہنچ گئے۔ الحمدللہ ★ —— مورخہ ۸/۲۲ کو مکرم عبدالرحمن صاحب ڈپو ہولڈر ربیب مکرم مولوی عبدالواحد صاحب درویش قادیان کے ہاں دوسری لڑکی تولد ہوئی۔ نومولودہ بچی مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرة العین بنائے ★ —— مورخہ ۸/۲۴ کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال حیدرآباد کے سفر سے واپس قادیان تشریف لے آئے الحمدللہ

★ —— اسی روز مکرم چوہدری فیض احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی وفات ہوئی اور مقبرہ بہشتی میں تدفین عمل میں آئی ★ —— یہ سارا ہفتہ قادیان میں موسم خشک رہا۔ مگر ۲۶-۸-۷۳ کی رات سے مطلع ابر آلود ہو کر گرج چمک سے بوندا باندی ہو رہی ہے

اخبار بدر کا چندہ بنام محاسب صاحب ارسال کیا جائے۔ اور مضامین کے بارہ میں ایڈیٹر کو مخاطب کیا جائے کسی شخص کے ذاتی نام پر اخبار کا چندہ بھیجنے کے بجائے محاسب صاحب کے نام بھیجا جانا مناسب ہے

رپورٹ نمبر ۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کے کوائف

موجودہ ایام میں اسلام اور احمدیت کی سربلندی کے لئے خاص طور پر دعائیں کی جائیں (حضور کا ارشاد)

(محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم۔ اے)

محترم چوہدری صاحب موصوف اپنی رپورٹ محررہ ۱۹ جولائی ۱۹۷۳ء (بنام امیر مقامی ربوہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب) میں رقمطراز ہیں:۔

۱۹ جولائی کی مصروفیات

آج حضور نے صبح کمرے میں ہی قیام فرمایا۔ دوپہر کے کھانے سے کچھ دیر قبل حضور ہوٹل کی نشست گاہ میں تشریف لائے اور افراد قافلہ سے از راہ شفقت دریافت فرمایا کہ رات پوری اشتہا کے ساتھ کھانا کھایا یا نہیں؟ سب خدام نے عرض کیا کہ ہمیں خوب بھوک لگتی ہے۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے معدے بھی کئی قسم کے بنائے ہیں۔ ایک معدہ تو گھوڑے کا ہے۔ گھوڑا جگالی نہیں کرتا۔ اور سائز کے لحاظ سے اس کا معدہ بھی چھوٹا سا ملا ہے۔ لیکن غذا کو بہت سرعت کے ساتھ ہضم کر لیتا ہے۔ اس لئے گھوڑے کو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ غذا دینی چاہیئے۔ پانی بھی گھوڑے کو غذا سے پہلے پلا دینا چاہیئے۔ درمیان میں یا فوراً بعد پانی پلانا مناسب نہیں۔ دوسری قسم کا معدہ جگالی کرنے والے جانوروں میں پایا جاتا ہے تیسری قسم انسانی معدے کی ہے۔

جھیلوں کا خوبصورت دیس

آج کی سیر کا راستہ حضور نے نقشے پر معین فرمایا۔ کھانے کے بعد حضور نے شام سوا چار بجے تک آرام فرمایا۔ دوپہر کے وقت سمندر Tide کی حالت میں تھا۔ اور ہوٹل سے پانی کا بہت پرلطف نظارہ نظر آتا تھا۔ ساحل پر پانی کے ساتھ ساتھ چہل قدمی کیلئے بہت خوبصورت سڑک بنائی گئی ہے۔ جس کے ایک طرف سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اور دوسری طرف پھول۔ چبوترے۔ سیڑھیاں اور جگہ جگہ بینچ جنت نگاہ کا سامان لئے ہوئے، سیر کرنے والوں کو آرام اور تسکین کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس سارے علاقے میں تعطیلات منانے والے کاروں، بسوں، گاڑیوں، سائیکلوں موٹر سائیکلوں پر اور پیدل بھی اکثر آ نکلتے ہیں۔ نوجوان تو اکثر یورپ سے آئے ہیں۔ یہاں کے نوجوان عموماً سیر کے لئے یورپ جاتے ہیں۔ بوڑھے بے شمار ہیں، جو ریٹائر ہونے کے بعد فارغ بھی ہوتے ہیں۔ صفائی کا خاص اہتمام ہے۔ اتنے جمگھٹے کے باوجود کہیں سگریٹ کا ٹوٹا، ماچس کی تیلی یا کاغذ کا پرزہ نظر نہیں آیا۔ البتہ پالتو کتے بے شمار ہیں اس قسم کی تعطیل Holiday کے لئے ورکز کو بھی رخصت ملتی ہے۔ اور خاندانوں کے خاندان اپنے Haver Sack تھیلے اٹھائے پیدل یہاں پہنچ جاتے ہیں۔ یوتھ ہاسٹل بھی جگہ جگہ موجود ہیں جہاں برائے نام کرایہ لیا جاتا ہے۔ اور کھانا پکانے کی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ ہوٹلوں کے علاوہ جگہ جگہ (کیمپنگ سائٹس) Camping Sites خیمہ گاہیں موجود ہیں بہت سے لوگ Caravans جو پہیوں پر چلتا پھرتا گھر ہوتا ہے اپنی گاڑی سے کھینچ کر ساتھ لے آتے ہیں۔ جھیلوں کا یہ خوبصورت دیس بے حد سرسبز اور خوبصورت ہے۔ اور سکاٹ لینڈ کی سرحد کے نیچے واقع ہے۔ اور کمبرلینڈ۔ ویسٹ مورلینڈ Westmorland اور شمالی لنکاشائر پر مشتمل ہے۔ انگلستان کا سب سے بڑا قومی پارک بھی یہیں ہے۔ پہاڑ بھی ہیں جھیلیں بھی ہیں ساحل سمندر بھی ہے۔ اور خوبصورت وادیاں بھی ہیں۔ نہایت پرسکون اور شہروں کے شور و شغب سے یکسر عاری۔ کھیتوں میں گائیں اور بھیڑیں چرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور شہروں میں بھی دیہات کا ماحول ہے۔ جدھر جائیں عام گھروں میں بھی بستر اور ناشتے کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ جھیلیں بھی خوبصورت اور دلپذیر کی جھیل۔ کشتیوں۔ بادبانی کشتیوں اور انواع و اقسام کے بجروں سے بھری ہوئی ہیں امریکن اثر یہاں بھی آن پہنچا ہے۔ اور بڑے بوڑھے جوان بچے بازاروں پر آئس کریم کی Cones کھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دیہات اور وادیوں میں نہایت اعلیٰ سطح اور صاف ستھری سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سیر کیلئے انہیں دور افتادہ سڑکوں پر جہاں ٹریفک بھی برائے نام ہوتا ہے۔ اور کہیں کہیں کسی زمیندار کی کار نظر آ جاتی ہے۔ تشریف لے جاتے ہیں۔ جہاں نظارہ خوبصورت ہو وہاں رک بھی جاتے ہیں۔ اور کبھی تصویر بھی لیتے ہیں۔ ایک موقع پر آج فرمایا کہ "یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے ہیں"۔

آج سوا چار بجے شام مقررہ راستے پر سیر کے لئے روانگی ہوئی۔ اور Cark کارک HAVERSTHWAITE ہیورزتھویٹ GRIZEBEEK گرائزبک CONISTON کانسٹن TROVER ٹروور اور SPARKBRIDGE سے ہوتے ہوئے ساڑھے سات بجے شام گرینج ہوٹل پہنچے تمام کی جانے مسز ایل ہرڈمین Mrs. L. Hardman کے ہاں جو رِک فیلڈ میں (نزد ٹروور) ایک اکیلے خوبصورت سے مکان میں تنہا رہتی ہے، نوش فرمائی حضور کو ایسے دیہاتی مکان جہاں ماحول سادہ اور بے تکلف [illegible] بہت پسند ہے۔ مسز ہرڈمین [illegible] ۰ سال کی بوڑھی خاتون ہیں۔ ایک ہی بیٹی تھی جو اب شادی شدہ ہے۔ اور اپنے میاں کے پاس رہتی ہے مسز ہرڈمین نے تنہائی دور کرنے کیلئے مکان سے باہر ناشتہ اور بستر کا نوٹس لگا رکھا ہے۔ ایک نوٹس Teas Provided کا بھی ہے۔ یعنی یہاں کیتلیاں بھر بھر کر چائے ملتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ چائے بنانے اور لانے میں مسز ہرڈمین کی مدد کی جائے۔ چنانچہ مکرم امام بشیر احمد رفیق۔ مکرم میاں شاہد احمد خان اور ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب اور مکرم میاں انس احمد صاحب نے مسز ہرڈمین کا ہاتھ بٹایا۔

مسز ہرڈمین نے بتایا کہ اسے مذہب سے بے حد دلچسپی ہے۔ اور وہ بہت حیران ہوئی جب اسے بتایا گیا کہ مسیح موعود آ چکے ہیں۔ اس نے لنڈن مسجد کا ایڈریس بھی لیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے اچھی ہے۔ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ بھی بخیریت ہیں۔ الحمدللہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا تمام احباب اور بہنوں اور بچیوں کو محبت بھرا سلام بھجواتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ ان ایام میں خاص طور پر اسلام اور احمدیت کی سربلندی کے لئے دردِ دل سے التزام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہیں ٭

اعلان نکاح

مورخہ یکم جون ۱۹۷۳ء کو بعد نماز جمعہ خاکسار نے محترم شیخ عبد اللطیف صاحب کانپور کی دختر عزیزہ نیلم کوثر سلمہا کے نکاح ہمراہ عزیز ناصر احمد حال مقیم انڈیا پسر شیخ محمد سعید صاحب مرحوم بعوض چار ہزار روپیہ حق مہر کا اعلان کیا۔ اللہ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ اور ثمرات حسنہ فرمائے۔ اس خوشی میں مکرم شیخ عبد اللطیف صاحب نے دس روپے امانت بدر میں بیس روپے درویش فنڈ میں اور بیس روپے تعمیر مساجد فنڈ میں ادا فرمائے ہیں۔

خاکسار۔ محمد نور عالم احمدی قائمقام امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۳-۸-۷۳ کو خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر دے اور دین کا خادم بنائے۔ آمین

خاکسار محسن خان احمدی مبلغ اڑیسہ مقیم کرنگ

رپورٹ نمبر ۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر انگلستان کے کوائف

خدام سے گفتگو۔ خطبہ جمعہ۔ ایک خطرناک حادثہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزانہ حفاظت

محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم۔ اے

یہ رپورٹ (محررہ ۲۱ جولائی) بتاریخ ۲ اگست امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے نام موصول ہوئی۔

۲۰ جولائی ۱۹۷۳ء

آج بروز جمعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرفیلڈ میں (جو دیک فیلڈ اور بریڈ فورڈ کے پاس واقع قصبہ ہے) مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خاں صاحب کے مکان پر نماز جمعہ پڑھائی۔ واپسی پر دوسری کار کو جسے مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب چلا رہے تھے اور جس میں برادرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ اور خاکسار بھی سوار تھے۔ اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پچھلی سیٹ پر خاکسار کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک اچانک حادثہ پیش آگیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کو معجزانہ رنگ میں اپنے فضل سے محفوظ رکھا۔ الحمد للہ۔ تفصیل اپنی جگہ پر اسی رپورٹ میں درج ہے۔

مرفیلڈ کو روانگی

آج صبح ۸ بجے (۲۰ جولائی) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ و دیگر جملہ افراد قافلہ مرفیلڈ کو روانہ ہوئے۔ راستہ پہلے ہی حضور نے نقشے پر معیّن فرما دیا ہوا تھا۔ حضور نے ناشتہ ساڑھے نو بجے صبح موٹر وے نمبر ۶ (ایم ۶) پر سروس سٹیشن میں فرمایا۔ گاہک اپنی مرضی کا کھانا ایک ٹرے میں اٹھاتے چلے جاتے ہیں۔ آخر میں رقم ادا کی جاتی ہے۔ جسے مشین فوراً ہی بتا دیتی ہے۔ یہیں پر ایک پادری کے سامنے جو انگلیکان (ANGLICAN) چرچ سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور نے اس انداز سے اسلام کے بنیادی اصولوں کو پیش فرمایا کہ ہر ہر مقام پر پادری صاحب کو اتفاق کئے بغیر کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ جب حضور فرماتے تھے کہ اسلام کا یہ عقیدہ ہے تو وہ تصدیق کرتا۔ اور کہتا ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ حتیٰ کہ توحید کی بھی اس نے تصدیق کی۔

ساڑھے گیارہ بجے مرفیلڈ میں مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خاں صاحب جو محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سلمہٗ کے فرزند نسبتی ہیں، کے مکان پر پہنچے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف اور ان کی بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ آجکل یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اور محترم ڈاکٹر حامد اللہ صاحب اور محترمہ سیدہ امۃ الحی سلمہا نے حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ کا نہایت ادب، عقیدت اور مسرت کے ساتھ استقبال کیا۔ مکرم ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب مع اپنی بیگم کے (جو انگریز ہیں اور مسلمان ہو چکی ہیں اور عیسائیوں میں اسلام کی خوب تبلیغ کرتی رہتی ہیں)، مع اپنے بچوں کے حاضر تھے۔ مکرم رشید احمد خاں صاحب مع بیگم صاحبہ دیک فیلڈ سے مکرم میر ضیاء اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بریڈ فورڈ اور انکے صاحبزادے۔ عزیزم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب ابن ڈاکٹر ممتاز احمد صاحب۔ مکرم میر رفیع احمد صاحب سابق درویش قادیان اپنے آقا کے استقبال اور دیدار کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اپنے خدام سے مل کر بیحد مسرور تھے۔ ادھر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے محبت کی آگ آقا اور غلام دونوں کے دلوں میں رخشندہ و فروزاں ہو۔ اور دونوں ہی باہم مل کر روحانی لذت حاصل کر رہے ہیں۔

خدام سے گفتگو اور ارشادات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ، مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خاں صاحب کے ڈرائنگ روم میں تشریف فرما ہوئے۔ احباب سے نہایت درجہ محبت اور شفقت، اور بے تکلفی سے گفتگو فرماتے رہے۔ اور احباب ہمہ تن گوش نہایت ادب کے ساتھ حضور کے ارشادات سے مستفید ہوتے رہے۔ حضور نے ڈاکٹر حامد اللہ خاں صاحب سے نہایت پیار سے فرمایا "آؤ تمہارا امتحان لیں"۔ اس کے بعد حضور نے ان سے کیمرے کے DEPTH OF FOCUS اور APERTURE کے متعلق سوالات کئے۔ جب کیمرے والوں میں سے کوئی بھی جواب نہ دے سکا تو جوابات بھی حضور نے خود بتا دیئے اور فرمایا کہ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس چیز میں انسان کو دلچسپی ہو اس کے متعلق حتی الامکان پوری واقفیت اور علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا کہ پروفیشنل ہونے کے بغیر بھی انسان مہارت حاصل کر سکتا ہے۔ مکرم ضیاء اللہ صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے نیگیٹو آدھی تصاویر ضائع کر دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کیمرے کے ذریعہ سے میری کھینچی ہوئی کبھی ایک تصویر بھی خراب نہیں ہوتی۔

اس سلسلے میں انگلستان میں قیمتوں کے تفاوت کا ذکر بھی فرمایا۔ اور فرمایا کہ دہی جو سوان (SWAN) ہوٹل میں پچپن (۵۵) پنس میں ملتی ہے۔ اسکی قیمت ایمبل سائڈ میں (AMBLE SIDE) میں ۹۵ پنس ہے۔ اس ضمن میں حضور نے فرمایا ضیاع نہیں ہونا چاہیئے۔ فرمایا کہ امریکہ میں کھانے کا بیحد ضیاع ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ جتنا کھانا وہ ضائع کرتے ہیں۔ اس سے ساری دنیا کے انسان ایک وقت کا کھانا کھا سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کئی نقصان اُٹھا کر دنیا کی عقل جس نتیجے پر اب پہنچ رہی ہے۔ اسلام نے چودہ سو سال قبل نہایت عمدگی اور سہولت کے ساتھ پہلے ہی ہمیں وہ تعلیم دے رکھی ہے۔

انگلستان میں نوجوانوں میں لمبے لمبے بال رکھنے کا مرض جو عام ہو رہا ہے۔ اس کا ذکر ہوا تو فرمایا۔ یہ لوگ بندروں کی طرح ایک دوسرے کی نقل کر رہے ہیں۔ احمدی نوجوانوں کو چاہیئے، کہ اگر لمبے بال رکھنے ہی ہوں تو مسنون بال رکھیں۔

پیار میں بڑی طاقت ہے

فرمایا سمجھانا بھی پیار سے چاہیئے پیار میں بہت طاقت ہے۔ اس سلسلہ میں مکرم ایوب صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب ہم ۱۹۶۷ء میں اسکاٹ لینڈ پہنچے تو گلاسگو میں ایوب صاحب نے بڑی مایوسی کے انداز میں کہا کہ میری تین بچیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ مایوسی مومن کی شان کے خلاف ہے۔ چند ماہ بعد ان کا خط آیا کہ ان کے گھر میں امید ہے۔ ایک نام لڑکی کا ایک نام لڑکے کا حضور تجویز فرما دیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے صرف لڑکے کا نام یعنی ابراہیم۔ تجویز کر کے بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور لڑکا دیا۔ جب مکرم ایوب صاحب پاکستان آئے۔ تو ابراہیم کو بھی ساتھ لائے۔ ابراہیم جب میرے سامنے آیا اور میں نے اس سے پیار کیا تو چھلانگ لگا کر میری گود میں بیٹھ گیا اس کے ابا جی اور [illegible] اسکو لینے لگے تو ابراہیم نے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔ فرمایا کہ جب میں نے اس کی بڑی بہن کو پیار کیا تو رو پڑا

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے ملتا جلتا واقعہ اس مجلس میں بھی رونما ہوا۔ حضور نے ڈاکٹر سعید احمد خاں کی بچی کو پیار کیا تو اس کا چہرہ جاتی جس کی عمر تین چار سال کی ہے چھلانگ لگا کر حضور کی پُر شفقت گود میں جا بیٹھا۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کے دل پیار سے جیتو۔ فرمایا پیار میں بڑی قوت ہے کالج میں میں نے پیار بھی کیا۔ رات کو دو دو بجے تک بیمار طلباء کے سرہانے بیٹھا رہتا۔ اور پیار کے ساتھ ساتھ بغرض اصلاح سزا بھی دی باپ کی طرح پیار کریں۔ تو بچہ باپ کی سی سختی بھی برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ لیکن جب کبھی ایسی نوبت آئی بھی تو سزا لینے والے طالب علم نے ہمیشہ ہی سزا لینے کے ایک آدھ گھنٹے کے بعد معافی مانگ لی اور ندامت کا اظہار کیا۔ پنجاب یونیورسٹی کی اتھلیٹک چیمپین شپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایک بار جب بعض مقابلہ جات کے لئے میں چیف جج تھا۔ لاہور کے ایک کالج کے چند طلباء میں اس جگہ آن کر بیٹھ گئے۔ جہاں ایک مقابلہ ہونے والا تھا۔ اسی کالج سے تعلق رکھنے والے ایک استاد نے جنہوں نے مارشل کا بلا لگوایا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ آپ کے کالج کے لڑکے ہیں۔ ان سے

کیں کہ وہ یہاں سے اُٹھ جائیں۔ تو انہوں نے گھبرا کر کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ دیکھتے نہیں کس کالج کے لڑکے ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ میری بے عزتی کر دیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہر انسان اندر سے شریف ہے۔ مَیں نے نہیں کہا کہ مَیں جاتا ہوں اور ان کو اُٹھا دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ میں ان طلباء کے درمیان زمین پر ہی بیٹھ گیا۔ پہلے ان سے تعارف ہوا۔ پھر پیار سے باتیں ہوئیں پھر میں نے ان سے کہا کہ جس جگہ ہم بیٹھے ہیں یہاں یونیورسٹی کا مقابلہ ہو رہا ہے مجھے اُمید ہے آپ پسند نہیں کریں گے کہ کھلاڑیوں کو ہماری وجہ سے اپنی مہارت دکھانے کا پورا موقع نہ ملے۔ کیا بہتر نہ ہوگا کہ ہم یہاں سے اُٹھ کھڑے ہوں۔ یہ کہہ کر مَیں خود اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور میرے ساتھ ہی سارے بچے مسکراتے ہوئے اُٹھے۔ اور چھلانگیں لگاتے ہوئے بیٹھنے والے حصے میں جا بیٹھے۔

فرمایا غصّے میں آنے کی کوئی وجہ نہیں ایک دفعہ جب میں لاہور سے قادیان جا رہا تھا ایک نوجوان نے لاہور سے امرتسر تک مجھے بے نقط گالیاں دیں۔ مَیں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ وہ خود ہی فارغ اور کھسیانا ہو گیا۔ جاتے وقت اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اور کہا کہ اگر سب ہی آپ جیسے ہو جائیں۔ تو آپ ہم کو جیت لیں گے۔

۱۹۵۵ء کے سیلاب کے دوران حکومت نے سیلاب زدگان کو خوراک مہیا کرنے کا کام ہمارے کالج کے نوجوانوں کے بھی سپرد کیا ہوا تھا۔ فرمایا کہ سیلاب کی وجہ سے لاہور کے مضافات اور ارد گرد کے دیہات چھوٹے چھوٹے جزیروں کی طرح پانی میں گھر گئے تھے۔ میرے دوست ظفر الاحسن صاحب اس وقت لاہور کے ڈی سی ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سیلاب زدگان کو اپنے کالج کے طلباء کے ذریعہ روٹیاں اکٹھی کر کے پہنچائیں۔ چنانچہ میں نے ساٹھ ستّر طلباء کو شہر میں روٹیاں اکٹھی کرنے بھیجا۔ پرانے شہر کے کسی دروازے کے اندر یہ نوجوان گئے تو بعض شوخ نوجوانوں نے انہیں کہا کہ آج تو آپ آگئے ہیں۔ اس کے بعد نہ آئیں ورنہ چانٹے پڑیں گے۔ مَیں نے کالج کے طلباء کو کہا کل ضرور جائیں۔ اور اگر وہی نوجوان تمہیں ملیں تو ان سے کہیں کہ ہزاروں سیلاب زدگان بھوکے ہیں۔ اس وقت ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ ان کو روٹی دیں۔ یہ مقصد نہیں کہ چانٹیں نہ پڑیں۔ اس لئے جتنے چاہے چانٹے مار لو لیکن ایک وعدہ کرو۔ اور وہ یہ کہ فی چانٹا ایک روٹی دیتے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ہمارے طلباء ان

نوجوانوں سے ملے۔ تو ان کا یہ پیغام سن کر وہ بے حد شرمندہ ہوئے۔

قدرتِ خداوندی کے حسین مناظر

فرمایا "لیک ڈسٹرکٹ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بہت حسین مناظر پائے جاتے ہیں اور سارا علاقہ بے حد سرسبز اور خوبصورت ہے۔ اس پر میر حبیب اللہ صاحب نے عرض کیا۔ حضور مغربی افریقہ میں تشریف لے گئے تھے کیا وہاں بھی ایسے ہی سرسبز علاقے ہیں؟" فرمایا "اگرچہ یہ علاقہ بے حد خوبصورت ہے لیکن مغربی افریقہ کے مقابلے میں تو یہ کوئی چیز ہی نہیں۔ وہاں تو اسقدر سبزہ ہے کہ سڑک کے کنارے نصب شدہ سنگِ میل چند روز ہی میں گھاس کے اندر غائب ہو جاتے ہیں۔ اگر التزام کے ساتھ گھاس کی کٹائی نہ ہوتی رہے تو سنگ میل نظر ہی نہ آئیں۔ وہاں تو ایسے جنگل ہیں کہ اگر بیس گز تک بھی کوئی ان کے اندر چلا جائے تو اسے پتہ ہی نہیں چل سکے گا کہ سڑک تک پہنچنے کے لئے کس طرف جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت دیا ہے۔ لیکن بے چاروں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو سب کچھ دیا ہے۔ لیکن انسان نے ان سے سب کچھ چھین لیا۔ چنانچہ جنرل یعقوبو گوان سربراہ مملکت نائیجیریا سے میری ملاقات ہوئی۔ تو مَیں نے ان سے کہا۔

you had all you have been deprived of all.

آپ کے پاس ہر چیز تھی اور آپ کو ہر چیز سے محروم کر دیا گیا۔ اس پر انہوں نے کہا

How true you are - !

How true you are - !!

آپ نے کتنی سچی بات کہی ہے کتنی سچی بات کہی ہے۔

پیشگوئیوں کا ذکر

پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بشارتیں دی ہیں۔ وہ پوری ہو کر رہیں گی۔ کبھی ٹل نہیں سکتیں۔ لیکن پیشگوئیاں اپنے مقدر وقت پر جا کر پوری ہوتی ہیں۔ پیشگوئی کی مثال گلاب کے پھول کی طرح ہے۔ گلاب کے پھول کی پتیاں آہستہ آہستہ کھلتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں سارا پھول نہیں کھل جاتا۔ یہی حال پیشگوئیوں کا ہے یہ بھی پھول کی طرح پورا ہونے کے لئے اپنا وقت چاہتی ہیں"۔

ڈنمارک کے پادریوں کی ایک خودساختہ پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ۱۹۶۷ء کے سفر کے موقع پر ۱۸۵ میں سے ۱۸۴

اخباروں نے ہمارا اور اسلام و احمدیت کا ذکر کیا۔ پادریوں نے اخبارات کے اس رجحان کو روکنے کے لئے۔ ایک جھوٹی پیشگوئی کر دی کہ ۲۶ دسمبر کو دنیا تباہ ہو جائے گی۔ فرمایا مَیں نے ڈنمارک مشن کو کہا کہ میری طرف سے جواباً اعلان کر دیں کہ دنیا ۲۶ دسمبر کو تباہ نہیں ہوگی فرمایا یہ اندازہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں لگایا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق دنیا اگر رجوع بخدا نہ ہوئی تو قیامت خیز ہلاکت کا واقعہ موسم بہار میں ہوگا۔ پادریوں نے بڑا شرتا کر کے اس تباہی سے بچنے کے لئے۔ جس کا اعلان انہوں نے کیا تھا۔ بڑے بڑے زمین دوز تہ خانے تعمیر کروائے تھے۔ ۲۶ دسمبر کو پریس والے اُن کے پاس پہنچ گئے۔ اور انہیں لاجواب کیا۔ اور ہماری خبر کو اس واحد اخبار نے بھی چھاپ دیا جس نے پہلے ہمارا ذکر تک نہیں کیا تھا۔

خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا کہ قرآن حکیم میں بنیادی طور پر ایک ہی حکم بیان ہوا ہے۔ اور وہ ہے۔ صراطِ مستقیم۔ یہ وہ راہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے۔ اور اس سے ایک زندہ تعلق قائم کرتی ہے۔ اس سیدھی راہ سے بھٹکنے والی دائیں بائیں جو پگڈنڈیاں نکلتی ہیں۔ وہ بنیادی طور پر دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن پر چلنے والوں کو سورۃ فاتحہ میں مغضوب کہا گیا ہے اور ایک وہ جن پر چلنے والوں کو ضال کہا گیا ہے۔ یعنی ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے غضب تک لے جانے والے رستے ہیں اور ایک وہ جن پر چل کر انسان جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ صراطِ مستقیم سے بھٹک کر دوری کی پگڈنڈیوں کو اختیار کرتا ہے۔ اس گمراہی کی سزا اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا غضب نہیں۔ بلکہ اصلاح کے لئے اسلام نے جو تصور دوزخ اور جنت کا دیا ہے۔ ایسا انسان پہلے دوزخ میں جا کر اصلاح حاصل کرتا ہے۔ اسکی روحانی صحت کو بحال کیا جاتا ہے۔ تب جا کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے دوری کو خواہ ایک لحظہ کے لئے کیوں نہ ہو۔ صحیح انسانی فطرت برداشت نہیں کرتی۔ اور اس کے قہر اور غضب کے تو تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت اس امر کو دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسا طریق کونسا عمل اور زندہ

رہنے کی وہ کونسی تکنیک ہے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ کونسے اعمال اور طریق ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے بتایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والے ہیں۔ یا حق کے انتہا کرنے کے نتیجہ میں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے متعلق فیصلہ دیتا ہے کہ تو مجھے بھول گیا۔ میں بھی تجھے بھول جاؤں گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے ہمیں محفوظ رکھے آمین (اور اگرچہ اللہ تعالیٰ نہیں بھولتا تو نہیں۔ لیکن ہم اس مفہوم کو اپنی زبان میں یک حد تک ہی ادا کر سکتے ہیں۔) اور ان پگڈنڈیوں سے بھی چلنے سے بچائے۔ جن پر چلنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں بھول جاتا ہے۔ اور ہمیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ وہ پیار کی نگاہ ہم پر ڈالے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ اور اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے خدا کرے کہ جماعت احمدیہ بڑھتی ہوئی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ پیار کو حاصل کرنے والی ہو۔ اور جس مقصد کے لئے اسے قائم کیا گیا ہے اس مقصد کو حاصل کرے آمین۔

لیک ڈسٹرکٹ کو روانگی

۶ بجے شام لیک ڈسٹرکٹ کو روانگی ہوئی۔ حضور نے احباب کو شرف مصافحہ و معانقہ بخشا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب سلمہٗ محترم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب اور صاحبزادی سیدہ امۃ الحی صاحبہ محترم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب و بیگم صاحبہ الوداع کہنے کے لئے Ilkley تک آئے Ilkley ہڈرزفیلڈ سے کم و بیش ۲۵ میل کا فاصلہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ آئے واپس جانے کا راستہ آنے والے راستہ سے مختلف تھا۔ آتے وقت نو گرینج سے ملن تھا۔ آپ Milnthorpe A-65 سے M.6 سے M.62 کے راستے ہڈرزفیلڈ پہنچے تھے۔ جاتے وقت بریڈ فورڈ شپلے Shipley الکلے Ilkley کیتھلی Keighley سکپٹن Skipton انگلٹن Ingleton کو گئے۔ کینڈل Kendal کے راستے گرینج پہنچے۔

ایک خطرناک حادثہ

Keighley Kendal............

روڈ پر تیزی سے Newby Moor سے ذیلی درے Clapham کو گذر کر کار نمبر دو جسے عزیزم مکرم سید ولی احمد شاہ چلا رہے تھے ایک خطرناک حادثہ پیش آگیا۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے اس کار میں مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ اور خاکسار کے علاوہ صاحبزادگان مکرم مرزا غلام احمد سلمۂ اور مکرم مرزا انس احمد سلمۂ سوار تھے اس موقعہ پر ہماری کار حضور ایدہ اللہ کی کار سے الگ ہو گئی۔ ہم لوگ چند منٹ کے لئے رُک گئے تھے۔ ہم نے یہی خیال کیا کہ حضور کی کار ہمارے آگے آگے جا رہی ہے۔ حالانکہ حضور کی کار ایک [illegible] چائے کی دوکان پر رُک گئی تھی۔ اور ہم آگے نکل آئے تھے۔ اس سلسلے میں ایک عجیب تصرف یہ ہوا کہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ نے اصرار فرمایا کہ چائے نہیں پئیں گے۔ فرمایا کہ مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ نیز پاکستان سے روانگی کے دوران جب حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ نے سفر کے خیریت سے ختم ہونے کی دُعا کی تو ہر بار باجوہ صاحب کی شکل ان کے سامنے آ گئی۔ اب بھی مُصر ہو کر انہوں نے کار کو چائے کے لئے توقف کرنے سے روکا۔ اگر کار رک جاتی۔ تو بھی مقام حادثہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ دیر سے پہنچتے۔ حضور کی کار سے اس عارضی دوری کے دوران ہماری کار ایک خوفناک حادثے کا شکار ہو گئی۔ عزیزم مکرم سید ولی احمد شاہ صاحب نہایت احتیاط سے کار چلاتے ہیں۔ ہمارے آگے کاروں کی ایک لائن لگی ہوئی تھی۔ دو تین کاروں کو ہم نے Overtake کیا۔ یہاں کراس اور ٹیک کرتے وقت سگنل دیتے ہیں۔ ولی شاہ صاحب باقاعدہ سگنل دے کر اوور ٹیک کر رہے تھے کہ اچانک ایک اسٹیشن ویگن جو ہمارے آگے بائیں طرف کی lane میں تھا۔ ہماری لین میں ہمارے برابر آگیا۔ یہ بات سراسر خلاف قاعدہ تھی لین ہلکا سا ہماری FIAT سے ٹکرایا گیا اب ایک ہی لین میں دو گاڑیاں اکٹھی ہو گئیں۔ ولی شاہ صاحب نے ٹکر سے بچنے کے لئے گاڑی اور دائیں جانب سے جانے کی کوشش کی یہاں تک کہ ویگن نے ہمیں سڑک سے اتار دیا۔ سڑک سے اترتے ہی سامنے ایک چار فٹ کے قریب اونچی پوسٹ تھی کار اس سے بچ کے نکلی تو یونہی Newbury موڑ پر جو گھاس کا ایک ٹکڑا ہے جا پہنچی۔ ولی شاہ صاحب نے بریک لگایا ہوا تھا۔ لیکن ایک تو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے گھاس گیلی ہو چکی تھی۔ دوسرے کار کا رخ ڈھلان کی جانب تھا۔ کار گھاس پر سے تیرتی ہوئی چلی گئی۔ اس وقت رفتار ۳۰ میل سے کم نہ ہوگی۔ راستہ میں آٹھ آٹھ انچ اونچے پتھر تھے۔ جن کے اوپر سے پھلانگتی ہوئی ایک باڑ سے جا ٹکرائی۔ اور نشیب میں جہاں پانی بھرا ہوا تھا رُک کر چکنا چور ہو گئی۔ چند لمحے تو سناٹے کا عالم طاری رہا جیسے خواب دیکھ رہے ہوں۔ میاں احمد کی طرف دیکھا تو اُن کے ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ عزیزم ولی شاہ اور میاں انس احمد کو کچھ چوٹیں آئیں تھیں۔ لیکن خیریت سے تھے۔ خاکسار بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے تھا۔ معمولی چوٹیں ٹانگوں پر آئی تھیں۔ اس اثناء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حادثہ کے مقام پر پہنچ گئے ان کے علاوہ ایک کار اور ٹرک بھی رُک گئی۔ برادرم مکرم باجوہ صاحب کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا۔ ایک آنکھ خون سے لت پت تھی مشکل سے کار کا دروازہ کھولا گیا۔ ان کی سیٹ بھی ٹیڑھی ہو کر عجب شکل اختیار کر چکی تھی۔ مکرم باجوہ صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوش میں تھے۔ لیکن کار کا فرنٹ اس قدر پاش پاش ہو چکا تھا۔ کہ دل میں کئی طرح کے خیال آ رہے تھے۔ اور دل ہی دل میں دعائیں کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ باجوہ صاحب کو خیریت سے رکھے۔

تشریف لاتے ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ اس گھاس کے میدان میں جہاں جگہ جگہ دلدل تھا پانی سے بھرے ہوئے گڑھے تھے۔ بارش اور پانی میں بھیگتے ہوئے ہماری کار کے پاس تشریف لے آئے۔ برادرم مکرم باجوہ صاحب کو گاڑی سے نکال کر ویگن میں لٹا دیا گیا۔ ایک خاتون جو حادثے کو دیکھ کر رُک گئی تھیں۔ انہوں نے فرسٹ ایڈ دی۔ گرم گرم کافی بھی دی۔ اس اثناء میں پولیس مقام حادثہ پر پہنچ گئی۔ ایمبولنس کو بلوایا گیا۔ لیکن ایمبولینس کے آنے میں ۱۵۔ ۲۰ منٹ کی دیر ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے حادثے سے چند لمحے قبل اس علاقے میں ایک اور ٹریفک کا حادثہ ہوا تھا۔ ایمبولینس کار وہاں پہنچ گئی تھی۔ اس چند منٹ کے انتظار کے دوران انگلٹن پولیس اسٹیشن کے انچارج سارجنٹ ونری (WINNERY) نے کئی بار معذرت کی بلکہ ہماری نسبت وہ زیادہ پریشان ہو رہے تھے۔ اسی طرح ان کے نائب فلپ سن بھی بے صبری سے ایمبولینس کے منتظر تھے۔

معجزانہ حفاظت

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ اور ہم سب خدام اللہ تعالیٰ کے حضور شکرگذار تھے۔ جس نے خاص فضل سے ہم سب کو اس حادثہ میں محفوظ رکھا دیکھنے والے بھی حیران تھے اور کہہ رہے تھے کہ ایسے حادثے میں جس میں کار کا فرنٹ چکنا چور ہو گیا ہو بچ نکلنا ایک عجیب معجزہ ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کار ہمارے اندازے کے خلاف ہمارے پیچھے رہ گئی تھی۔ ورنہ حضور آگے تشریف لے جاتے اور حضور کو پریشانی ہوتی اور ہم مقام حادثہ میں حضور کے بابرکت قرب سے محروم ہو جاتے۔ جلد ہی ایمبولنس آ گئی۔ برادرم مکرم باجوہ صاحب اور محترم مرزا غلام احمد صاحب دونوں کو لینکاسٹر کی رائل انفرمری (ہسپتال) میں پہنچا دیا۔ راستے میں باجوہ صاحب کا خون زیادہ بہنا شروع ہوا تو ریڈیو ٹیلیفون پر ایمبولینس والوں سے پولیس کا رہنما اسکورٹ منگوا لیا۔ (ESCORT) منگوا لیا۔ جس کے سگنل کے باعث ٹریفک کو معطل کر دیا گیا۔ اور ایمبولنس سیدھی ہسپتال پہنچ گئی۔ محترم باجوہ صاحب کا خون اس قدر ضائع ہوا تھا۔ کہ پہلے ڈاکٹروں کو اس بات کی فکر پڑ گئی کہ خون کے ضیاع کی وجہ سے کوئی ناقابل تلافی نقصان نہ پہنچ جائے فوراً ہی ڈاکٹروں نے ایکسرے لئے اور علاج شروع کر دیا۔ مکرم باجوہ صاحب کو ہسپتال میں داخل کر لیا گیا۔ الحمد للہ کہ کوئی شدید ضرب نہیں آئی تھی۔ ایک جگہ نچلے ہونٹ پر زخم آیا۔ جہاں سے گوشت کا ٹکڑا اُڑ گیا تھا چہرہ پر شیشہ لگنے سے جگہ جگہ زخم آئے۔ آنکھ کو (جہاں سے خون جاری تھا اور کئی زخم ارد گرد آئے تھے) اللہ تعالیٰ نے خاص فضل سے محفوظ رکھا۔ سارے راستے میں مکرم باجوہ صاحب کے منہ سے ایک ہلکی سی آہ یا چیخ بھی نہیں نکلی۔ نہایت ضبط اور صبر سے زخموں کی برداشت کی بلکہ جب حادثے کے فوراً بعد خاکسار نے ان کا حال پوچھا تو ہنستے ہوئے کہنے لگے ڈیش بورڈ میں میری ٹوپی رہ گئی ہے۔ وہ نکال لیں۔ اور گھڑی بھی گر گئی ہے اسے بھی دیکھ لیں۔ نیز خود ہی جیب سے کیش بھی نکال کر تھما دیا۔ میاں احمد کے ناک پر Fracture ہوا ہے لیکن ڈاکٹروں نے کوئی ڈریسنگ نہیں کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناک کا نقشہ درست ہے۔ بلکہ Swelling ضرور ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں آج کل میاں احمد منہ سے دوہرا کام لیتے ہیں۔ یعنی کھاتے پیتے بھی منہ سے ہیں اور منہ کے راستے سانس بھی لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں کہ اس کی رحمت نے حفاظت کی۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھنے والوں میں سے مکرم میاں انس احمد صاحب کو چوٹیں زیادہ آئی ہیں۔ اور ابھی تک چلتے وقت لنگڑا کر چلتے ہیں اور خاصی تکلیف میں ہیں۔ لیکن اس تکلیف پر وہ خود بھی اور ہم لوگ بھی خوب محظوظ ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی بجا لاتے ہیں کہ اس نے اپنے فضل سے معجزانہ رنگ میں ہم سب کو محفوظ رکھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آجکل پچھلی سیٹ پر بیٹھنے والے ہم تینوں کی ٹانگیں سوج کر خاصی موٹی ہو رہی ہیں۔

خاکسار اور عزیز سید ولی احمد شاہ پولیس اسٹیشن پر پولیس گاڑی میں ہی انگلٹن کے پولیس اسٹیشن گئے۔ سٹیشن نہایت صاف ستھرا اور جدید طرز کا بنا ہوا تھا۔ پہلے ہماری مرہم پٹی کی گئی۔ پھر چائے پیش کی گئی۔ گیراج والوں کو فون کیا کہ آکر کار کو گیراج میں لے جائیں۔ گرینج ہوٹل میں بار بار فون کیا کہ رات کے سفر اور بارش کی وجہ سے پارٹی کا ایک حصہ پریشان ہے۔ اور جاننا چاہتا ہے کہ حضور کی کار گرینج ہوٹل پہنچی یا نہیں۔ ہسپتال میں فون کیا اور زخمیوں کی خیریت دریافت کی فون پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ مقام حادثہ پر کار میں ضروری کاغذات اور پاسپورٹوں وغیرہ کا پتہ کیا جائے۔ اندھیری رات تھی اور بارش ہو رہی تھی۔ لیکن سارجنٹ ونری نہایت خندہ پیشانی سے ہمیں واپس مقام حادثہ پر لے گئے۔ ساتھ مڈبوٹس (MUDBOOTS) دلدل میں سے گذرنے کے لئے رکھ لئے۔ ٹارچ بھی لی مقام حادثہ پر پہنچ کر اپنی گاڑی کی روشنیاں مجروح کار کی طرف کر دیں۔ کچھ کاغذات وغیرہ گاڑی سے ہم نکال لائے۔ ہم دونوں کے بیانات لئے گئے۔ اور حادثہ کی تفصیلی نوٹ کی گئیں۔ گیراج والے گاڑی کو دیکھنے کے بعد رپورٹ دینے آئے کہ بہتر ہوگا کہ دن کے وقت گاڑی کو گیراج میں لے جایا جائے رات کے وقت ٹیکسی بھی نہیں مل رہی تھی یہاں ایک ہی ٹیکسی ڈرائیور ہے وہ بھی مکان پر نہیں تھا۔ اس کی بیوی نے فون پر جواب دیا کہ [illegible] گیا ہے۔ شراب کا گھونٹ پینے گیا ہوا ہے۔ نہ جانے کب آئے گا۔ اور خاصی رقم کا بطور کرایہ مطالبہ کیا۔ جس پر سارجنٹ کے چہرے پر تشویش کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور آپس میں ان لوگوں نے کچھ گفتگو کی۔ جس کا اندازہ ہم نے یہ لگایا کہ جیسے ان کے نزدیک کرائے کا مطالبہ اندازے سے زائد کیا گیا ہے۔ اسی اثناء میں دونوں یعنی سارجنٹ اور اُن کے نائب باہر گئے۔ اور ایک نوجوان کو جو شراب کے نشے میں دھت تھا۔ اور جس کے کپڑے خون سے لت پت ہو رہے تھے۔ پولیس اسٹیشن کے اندر لے آئے۔ اس نوجوان کا یوم پیدائش تھا۔ شراب پی کر بدمستی میں اس نے ایک دکان کی کھڑکی مکا مار کر توڑ دی تھی۔ شیشے کے ٹوٹنے سے اسے زخم بھی آئے تھے۔ فوراً ہی ڈاکٹر بھی پہنچ [illegible]

پینے کے لئے آ گیا۔ کہ آیا اس نے شراب پی ہوئی ہے یا نہیں۔ پھر پولیس نے خودبخود ہی ہمیں پولیس کی گاڑی پر بٹھا کر پہلے لنکاسٹر کے رائل ہسپتال میں پہنچایا جہاں مکرم محترم میاں احمد ہمارے منتظر تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہسپتال والوں نے کس طرح مستعدی اور ہمدردی سے برادرم مکرم باجوہ صاحب اور مکرم میاں احمد کا علاج کیا۔

لنکاسٹر سے فلپس صاحب ہمیں گرینج ہوٹل میں گرینج اور سنڈیز لے آئے۔ کوئی ۲½ بجے صبح کا وقت ہوگا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ابھی تک ہم خدام کے منتظر تھے۔ اور مکرم برادرم باجوہ صاحب کی صحت کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ یہیں ہوٹل میں کار کے باقی اراکین یعنی صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے شہادتی بیان بھی لئے گئے۔ بیانات کے خاتمے پر خاصی دیر ہو چکی تھی۔ اور حضور اپنے کمرے میں تشریف لے جا چکے تھے۔ لیکن اس کے بعد حضور نے ہمیں یاد فرمایا اور بعض تفاصیل دریافت فرمائیں۔

۲۱ر جولائی ۱۹۷۳ء

آج ہفتہ کی صبح کو تقریباً گیارہ بجے گرینج ہوٹل کے کمرے خالی کر دیئے گئے اور ایمبل سائڈ پارک ہوٹل Amblesid Park Hotal. اُٹھ آئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کمرے کا نمبر ۷ ہے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج سارا دن برادرم مکرم باجوہ صاحب کی صحت کے لئے بہت فکرمند رہے دوپہر کے کھانے کے بعد مکرم امام بشیر احمد صاحب رفیق اور خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ جا کر باجوہ صاحب کی صحت کی خبر لے کر آئیں بارش ہو رہی تھی سارا راستہ اپنے بھائی کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج حالت بہت بہتر ہے الحمد للہ۔ ساتھ والے بستر کے مریض نے بتایا کہ کل کی حالت کا اور آج کی حالت کا مقابلہ ہی نہیں۔ باجوہ صاحب کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کا شفقت سے بھرا ہوا سلام پہنچایا۔ اور طبیعت پوچھی۔ باجوہ صاحب نے بھی اپنے پیارے امام کو مؤدبانہ سلام پہنچانے کے لئے کہا اور دعا کی درخواست کی آنکھ کے اوپر اور ہونٹ کے اندر اور باہر ٹانکے لگے ہوئے ہیں پرسوں یعنی پیر ۲۳؍ کو ہوسٹل سے فارغ ہونے کے قابل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب اور عزیزم منیر احمد صاحب (برادر و فرزند باجوہ صاحب) اتفاق سے لندن سے باہر تھے۔ اس لئے حادثے کا ان کو ابھی تک علم نہیں ہو سکا۔ ہسپتال والوں نے باجوہ صاحب کے خون سے لت پت کپڑے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔ جو ہسپتال والوں نے باجوہ صاحب سے اجازت لے کر ہمیں دے دیئے۔

عزیزم سید ولی احمد شاہ پر اس حادثے کا بے حد اثر ہے۔ اور وہ بار بار اس غم کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اور ان کی کار کے حادثے کے باعث پیارے آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو پریشانی ہوئی۔ سب نے انہیں بہت تسلی دی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ہے کہ اس نے اپنے خاص رحم سے اور احسان سے درحقیقت سب کو معجزانہ طور پر محفوظ رکھا۔ لیکن ان کا یہ غم دور نہیں ہوتا۔ دراصل یہ غم ان کے اس محبت اور عشق کا آئینہ دار ہے جو انہیں اور ہر خادم کو اپنے پیارے امام اور آقا سے ہے۔

شفقت و محبت کی خوشبو سے معطر سلام!

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی صحت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور ساری جماعت کو شفقت اور محبت کی خوشبو سے معطر

السَّلامُ عَلَیکُم و رحمۃ

اللہ و برکاتہٗ

کا تحفہ بھجواتے ہیں۔ نیز ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سفر کے بابرکت ہونے اور بخیریت واپسی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

اعلانِ دار القضاء

"مکرم میاں عبدالرحیم صاحب ملکانہ (مرحوم) کے ترکہ میں اُن ورثاء کے علاوہ جو مرحوم کی بیوہ اور اس کی اولاد کی صورت میں کوئی دوسرا وارث ہو تو اطلاع دیوے نیز اگر کسی نے ان سے قرض لینا ہو تو وہ بھی قضاء میں دعویٰ کر کے ڈگری لیوے۔ اسکی میعاد ایک ماہ ہوگی۔ اس کے بعد ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔"

(ناظم قضاء سلسلہ احمدیہ قادیان)

حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں

چند خبریں ــــــ اور ــــــ اعداد و شمار

قبل اس کے کہ حالیہ تباہ کن سیلاب کے بارہ میں اخبارات میں شائع ہونے والی چند خبریں قارئین بدر کے علم کیلئے نقل کریں۔ اس سے دو ماہ پہلے مون سون کے بارہ میں ماہرین موسمیات کی ایک رپورٹ کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ جو اخبار پرتاپ جالندھر میں حسب ذیل عنوان سے اس طرح شائع ہوئی:-

بھارت میں مون سون کی ناکامی کی وجہ سے دنیا بھر میں موسمی تبدیلی

نئی دہلی ۲۸ر جون ایک رسالہ نیچر میں موسموں بارے شائع ایک ماہر ڈاکٹر ونسٹنلے کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ افریقہ مڈل ایسٹ اور بھارت میں بھاری موسمی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ اور کہ بھارت میں لگاتار دو برس سے جو مون سون بارشیں نہیں ہوئیں۔ وہ دنیا بھر میں ہو رہی بھاری موسمی تبدیلی کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس ماہر موسمیات نے کہا کہ شمالی نصف کرہ میں ہواؤں کے سارے چکر کا سلسلہ جنوب کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ اور کہ موریتانیا سے شمالی مغربی بھارت تک گرمی کی مون سون بارشیں ۱۹۵۷ء کی نسبت آدھی رہ گئی ہیں۔ موسمیات کے ایک اور ڈاکٹر نسیم نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے۔ اور کہا ہے کہ ۱۹۶۰ء کے بعد موسم میں سب سے بڑی تبدیلی آ رہی ہے۔ ڈاکٹر نسیم کی رپورٹ میں بھارت میں خشک سالی کو گذشتہ برس کی روس اور چین میں کمزور فصلوں کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ جو کہ دنیا میں بھاری موسمی تبدیلی کے مظہر ہیں۔ ڈاکٹر ونسٹنلے کے مطابق جو تبدیلی آ رہی ہے وہ اب پرانی پوزیشن میں نہیں آ سکتی۔ اور پرانے ڈھنگ پر بارش کی توقع رکھنا فضول ہے۔"

(پرتاپ جالندھر ۲۹؍۶ صا)

حالیہ سیلاب کی خبریں

(۱)

سیلاب اور بارش کے نتیجہ میں یوپی میں ۵۳ اشخاص ہلاک۔ تقریباً ۲½ کروڑ اشخاص متاثر۔ آٹھ ہزار کے قریب مکانات تباہ ہو گئے یا انہیں نقصان پہنچا۔ نقصان کا اندازہ ۶ کروڑ روپے کے قریب ہے بلکہ ۵ ریاست میں سے پانچ اضلاع سیلاب کی زد میں۔

(الجمیعۃ دہلی ۶؍۸ صفحہ ۲)

(۲)

لکھنؤ ۸ر اگست تازہ ترین اطلاعات کے بموجب یوپی کے دریاؤں کی طغیانی کا زور کم ہو رہا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق سیلاب سے ۳ کروڑ ۷۹ لاکھ روپیہ کی کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ تقریباً ۲۲ ہزار مکانات تباہ ہوئے ہیں۔

(الجمیعۃ دہلی ۱۰؍۸ صا)

(۳)

چنڈی گڑھ ۹ر اگست تازہ ترین سرکاری اطلاعات کے مطابق پنجاب کے ۰۷ دیہات بارش اور سیلاب کے پانی کی زد میں آ گئے ہیں۔ لگ بھگ دس ہزار ایکڑ اراضی میں کھڑی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ مسلسل بارش اور سیلاب کا سب سے بڑا اثر جالندھر کپور تھلہ روپڑ، پٹیالہ گورداسپور بٹالہ اور فیروزپور کے اضلاع میں پڑا ہے۔ ضلع جالندھر میں سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے کمشنر کو ۳½ لاکھ روپے عبوری ریلیف کے طور پر بھیجے گئے۔ ضلع جالندھر کے بعض دیہات میں دو سے پانچ فٹ تک پانی جمع ہے۔ ۲½ سو پریواروں کو ان کے گھروں سے نکالا جا چکا ہے۔ پنجاب کے مختلف حصوں میں بارش کی تباہ کاریوں کے بارے دوسری اطلاعات مظہر ہیں کہ ستلج کے سیلاب نے تشویشناک صورت اختیار کر لی ہے۔ میلوں تک پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ آج صبح مزید بارش آنے سے درجنوں مکانات گر گئے ہیں۔

(پرتاپ جالندھر ۱۰؍۸ صا)

(۴)

جموں میں موجودہ صدی کی سب سے زیادہ بارش

جموں ۹ر اگست۔ جموں اور اس کے آس پاس ۲۴ گھنٹے میں ۲۷۲.۶ ملی میٹر بارش ہوئی ہے یہ موجودہ صدی کی سب سے زیادہ بارش ہے۔ ۵ر اگست ۱۹۲۶ء کو ایک دن میں ۲۲۸ ملی میٹر بارش ہوئی تھی۔ آج جموں کے نزدیک دریائے توی کے ایک چھوٹے سے جزیرے سے ایک ٹرک کے قریب سویلین اور فوجی باشندوں کو نکالنے کے لئے

ڈی بیلو کو پڑنے کی اڑائیں بھریں

(بیر تاپ جالندھر ۱۰/۸/۷۳ صفحہ ۱۔ یہی خبر روزنامہ الجمیعۃ دہلی ۱۱/۸/۷۳ کے صفحہ پر شائع ہوئی ہے)

لدھیانہ ۹ اگست تین دن کی متواتر بارش سے شہر کے بعض حصوں میں ۳ سے چار فٹ تک پانی بھر رہا ہے۔ شہر کی بیرونی بستیاں پانی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ گوبند ساگر میں پانی کی سطح ۱۶۷۷ فٹ تک پہنچ گئی ہے۔ جبکہ اس کی کل صلاحیت ۱۶۸۵ فٹ کی ہے۔ چنانچہ پانچ برسوں میں پہلی مرتبہ چاروں [illegible] گیٹ کھول دیئے گئے۔ تاکہ فالتو پانی نکل جائے۔

(پرتاپ ۱۰/۸ صفحہ ۱)

(۵)

کشمیر میں زبردست سیلاب

وادی کو خطرہ

سری نگر ۹ اگست کشمیر میں زبردست سیلاب کی بناء پر وادی کشمیر کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ سری نگر سے ۶ کلو میٹر دور بالائی حصہ کی جانب دریائے جہلم کا پانی کناروں سے باہر بہہ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے اننت ناگ میں پانی بھر گیا ہے۔ سرکار نے کشتیاں تیار کر لی ہیں۔ تاکہ سیلاب میں گھرے لوگوں کو محفوظ مقامات میں بھیجا جا سکے۔ جموں کشمیر کے جن تین خاص دریاؤں میں سیلاب آیا ہے ان میں جہلم چناب اور توی شامل ہیں۔

(الجمیعۃ دہلی ۱۱/۸ صفحہ ۱)

(۶)

پنجاب کے تین دریاؤں میں زبردست طغیانی

بے شمار مکانات گر گئے۔ کھڑی فصلیں تباہ

چنڈی گڑھ ۱۱ اگست گذشتہ چند دنوں کی موسلا دھار بارش کے سبب پنجاب کے تین دریاؤں ستلج۔ بیاس اور راوی میں جو سیلاب آیا ہے اس کے نتیجہ میں تین افراد کی جانیں گئی ہیں۔ ۲۸۰۰ ایکڑ رقبہ زمین کی فصلیں بہہ گئی ہیں۔ اور پانچ سو گاؤں زیر آب آ گئے ہیں۔ ستلج میں سیلاب ہماچل کی وادی میں زوردار بارش کے سبب آیا ہے۔ گذشتہ سترہ برسوں میں پہلی بار بھاکڑا ڈیم کے سیلابی دروازوں کو سیلاب توڑنے کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ ڈیم کی سطح ۱۶۸۰ فٹ ہو گئی ہے۔ جبکہ اس کی گنجائش ۱۶۸۵ فٹ ہے۔ پانی کا نکاس [illegible] روکا جا سکتا ہے۔

(الجمیعۃ دہلی ۱۲/۸ صفحہ ۱)

(۷)

بنگلہ دیش میں سیلاب

ڈھاکہ ۱۱ اگست خبر ہے کہ مسٹر مجیب الرحمان وزیر اعظم بنگلہ دیش دولت مشترکہ کانفرنس میں شریک ہونے کے بجائے اوٹاوا سے سیدھے ڈھاکہ پہنچے چونکہ بنگلہ دیش میں سیلاب کی صورت حال نازک ہو رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے جنیوا میں دو دن رکنے کا اپنا پروگرام منسوخ کر دیا۔ ڈھاکہ کی اطلاع کے مطابق بنگلہ دیش میں سیلاب سے ۵۰۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور ایک کروڑ کے قریب آبادی متاثر ہوئی ہے۔

(الجمیعۃ دہلی ۱۲/۸ صفحہ ۲)

(۸)

جموں کشمیر میں سیلاب سے ۹ لاکھ اشخاص متاثر ۶۲ ہلاک

نئی دہلی ۱۲ اگست مشرقی پنجاب اس وقت زبردست سیلاب کی زد میں ہیں۔ تمام دریاؤں میں اس وقت سیلاب آیا ہوا ہے۔ سب سے زیادہ امرتسر اور فیروزپور کے اضلاع متاثر ہوئے۔ دریائے راوی ستلج اور بیاس کا پانی پھیل رہا ہے۔ لوگوں کو مفت راشن اور مفت طبی امداد کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ اس وقت ۲۰۰ گاؤں زیر آب ہیں۔ ہوائی جہاز سے سیلاب میں گھرے لوگوں کو خوراک پہنچائی جا رہی ہے۔ بری فوج کی مدد بھی طلب کر لی گئی ہے۔

(الجمیعۃ دہلی ۱۵/۸ صفحہ ۱)

(۹)

پاکستان میں تاریخ کا سب سے تباہ کن سیلاب

نئے آئین کے نفاذ پر ہونے والی تمام... تقریبات منسوخ......

نئی دہلی ۱۲ اگست ریڈیو پاکستان کے نشریہ کے مطابق پاکستان میں جو زبردست سیلاب آیا۔ ایسا سیلاب پاکستان کی گذشتہ ۲۵ سال کی تاریخ میں نہیں آیا تھا۔ تمام چھ دریاؤں میں زبردست طغیانی آئی ہوئی ہے۔ پانچ فوجی دستے امدادی کام میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور گھرے ہوئے لوگوں کے لئے خوراک گرا رہے ہیں۔ سیلاب کی تفصیلات میں بتایا گیا ہے کہ سیالکوٹ میں ۷۰ گاؤں بارش اور سیلاب سے متاثر ہیں۔ اس ضلع میں ۴۴ انچ بارش ہو چکی ہے۔ جبکہ پورے سال میں اس کا اوسط ۱۸ انچ رہتا ہے۔

(الجمیعۃ دہلی ۱۵/۸ صفحہ ۱)

(۱۰) پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں ۸۰ لاکھ اشخاص متاثر دس لاکھ ٹن غلہ ضائع ہو گیا۔ دس لاکھ مکانات تباہ ہو گئے۔ یا انہیں نقصان پہنچا۔ اقوام متحدہ کی ٹیم نقصان کا اندازہ لگانے آئی۔ امریکہ کی طرف سے دس لاکھ روپے کی فوری امداد۔

اسلام آباد ۱۶ اگست پاکستان کے وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے جو سیلاب زدگان کی امداد کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ حالیہ سیلاب سے ۸۰ لاکھ اشخاص متاثر ہوئے ہیں۔ ایک کروڑ ۳۰ لاکھ ایکڑ زمین زیر آب ہے۔ دس لاکھ ٹن اناج ضائع ہو گیا ہے۔ اور کھڑی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ دس لاکھ مکانات یا تو تباہ ہو گئے ہیں یا انہیں نقصان پہنچا ہے۔ پندرہ بڑی نہروں اور چار ریلوے پلوں کو نقصان پہنچا ہے۔

(الجمیعۃ ۱۸/۸ صفحہ ۱)

(۱۱)

اس کے بعد کی خبریں جو سندھ میں سیلاب کی مزید تباہ کاریوں کی تفصیلات پر مشتمل ہیں۔ بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کی جا سکتیں ۲۳ اگست کی صرف ایک خبر درج ذیل ہے:-

"تازہ اطلاع کے مطابق سکھر کے قریب دریائے سندھ میں ایک اور شگاف پڑ گیا۔ جس سے سکھر کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس علاقہ میں مزید پانی بھر گیا ہے۔ پہلے شگاف کے بھرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ لیکن ابھی تک اسے بھرنے میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ ۴۰۵ میٹر چوڑا ہو گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ رحیم یار خاں میں صورت حال بہت بگڑ گئی ہے۔ پولیس اور فوج کے دستے صورت حال پر قابو پانے کی کوشش کر رہے ہیں فوجی انجینئر بھی مدد کر رہے ہیں۔

(الجمیعۃ دہلی ۲۳/۸ صفحہ ۶)

(۱۲)

بھارت میں سیلاب سے مجموعی نقصان کے ضمن میں اسی پرچہ میں ایک اور خبر بعنوان "سیلاب سے ۴۴ کروڑ روپے کا نقصان اور ۲۲۸ جانیں گئیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس پر لوک سبھا میں بیان" نئی دہلی ۲۱ اگست گذشتہ روز لوک سبھا کو بتایا گیا کہ اس سال زوردار بارش اور سیلاب کے سبب ۲۲۸ افراد موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور ۴۵ کروڑ ۲۲۸ لاکھ روپے کا فصل، مکانات اور سرکاری املاک نقصان ہوا۔ نقصانات سب سے زیادہ جموں و کشمیر میں ہوئے جہاں ۶۴ انسانی جانیں گئیں اور ۹½ کروڑ روپے کی املاک اور مال کا نقصان ہوا۔ حکومت کی جانب سے یہ تفصیل توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب میں دی گئی

(الجمیعۃ ۲۳/۸ صفحہ ۶)

(۱۳)

نئی دہلی ۲۲ اگست پاکستان میں سیلاب کی صورت حال اور سنگین ہو گئی ہے۔ دادو کے قریب دریائے سندھ میں ایک اور شگاف پڑ گیا ہے۔ جس کا پانی سکھر میں پھیل گیا ہے شہر کا ہوائی اڈہ اس وقت زیر آب ہے۔ ریلوے ٹریفک میں رکاوٹ پڑ گئی ہے۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ سیلاب سے پاکستان کی گندم کی فصل کا ساتواں حصہ بہہ گیا ہے۔ یو۔ پی۔ آئی کی اطلاع ہے کہ پاکستان میں سیلاب سے اسی لاکھ اشخاص بے گھر ہو گئے ہیں۔ اور ہزاروں اشخاص سیلاب میں بہہ گئے ہیں۔ نامہ نگار کراچی سے لکھتا ہے کہ اس وقت پناہ گزینوں کی بحالی حکومت پاکستان کے لئے ایک بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

(الجمیعۃ دہلی ۲۳/۸ صفحہ ۱)

درخواستہائے دُعا

(۱) خاکسار کے ایک نہایت مخلص مرتد حضرت ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ملک ڈی۔ ڈی۔ او سرینگر کے رہنے والے ہیں۔ آج کل بہت پریشان ہیں۔ اپنی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے۔ اور دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے آمین

(۲) خواتینہ حرم محترم وصل صاحب سیکرٹری مال آج کل متعدد پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی التجا کرتے ہیں۔ نیز اپنے لڑکے کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے بھی دعا کی درخواست کراتے ہیں۔

خاکسار اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عالم باعمل بنائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق بخشے۔ ابن خاکسار سلطان احمد ظفر مبلغ شرمت

(۳) برادرم مکرم نذیر احمد صاحب حضرت سیٹھ محمد اعظم صاحب مشتاق [illegible] گر میں دل کے دورہ سے ... اور کئی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

نیز آں کی والدہ صاحبہ بہت پریشان کن ہے اس نے شوگر سے جو بیماری مستقل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ مگر بیماری کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ الحمد کو بلا [illegible] صحت کاملہ عطا فرما کر ان کا [illegible] نامہ پہنچائے

خاکسار۔ بشیر احمد خادم ملک نا

حیدرآباد ۵۷

ارضی وسماوی آفات (بقیہ صفحہ ۱۲)

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل آیت ۱۶)
اور ہم کسی قوم پر ہرگز عذاب نہیں بھیجتے جب تک ان کی طرف کوئی رسول نہ بھیج دیں۔

ظاہر ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی ذات پر سخت اعتراض وارد ہوتا مگر خدا تعالیٰ کبھی ایسے اعتراض کا موقعہ ہی نہیں دیتا۔ چنانچہ اپنی اسی سنت قدیمہ اور حکمت سابقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى۔ (طٰہٰ آیت ۱۳۵)

اور اگر ہم ان کو اس رسول سے پہلے کسی عذاب کے ذریعہ سے ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے، اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا (اگر تو ایسا کرتا) تو ہم تیرے نشانوں کے پیچھے چل پڑتے قبل اس کے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہو جاتے۔

اب اس تباہی کو جو حالیہ سیلاب کی صورت میں مشاہدہ میں آئی۔ ذرا اس پس منظر میں دیکھئے جو قرآن کریم کے حوالہ سے ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور تلاش کیجئے کہیں اس جگہ بھی وہ روحانی اسباب تو پیدا نہیں ہو گئے جو قرآن کے مطابق امم سابقہ پر عذاب لانے کا موجب ہوئے تھے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ خدا کا فرستادہ تو آ گیا ہو اور دنیا اس کی شناخت نہ کرتی ہو۔ اور اپنی نادانی کے سبب اس کی تکذیب کر رہی ہو۔ درانحالیکہ اس نے ان تباہ کن عذابوں کے آنے سے پہلے ہی وقت پر بخوبی ہوشیار اور متنبہ کر دیا ہو۔

یہ بات کوئی معمولی نہیں اور نہ ہی ایسی لاپرواہی سے نظر انداز کیا جانا چاہیئے۔ بلکہ ہر شخص کو بڑی متانت اور سنجیدگی سے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اپنے قریب ہی اتلاف جان و مال کا مشاہدہ کرتے ہوئے بھی توجہ پیدا نہیں ہوتی تو کیا اس وقت کا انتظار ہے جب خدائی عذاب اپنی چوکھٹ پر ڈیرہ ڈال دے گا مگر یہ وقت اس سے بچنے کا نہیں بلکہ اس کا شکار بن جانے کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس صورت حال سے سب کو محفوظ رکھے۔

اس بات کو ماننا یا انکار کرنا یا ہر شخص کا اپنا فیصلہ ہے لیکن نوع انسان کے ساتھ ہماری سچی خیر خواہی اور حقیقی ہمدردی ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم یہ بات واضح کر دیں کہ قرآنی بیان کے مطابق حالیہ خوفناک عذابوں کے آنے سے بہت مدت پہلے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے لوگوں کی اصلاح کے لئے اپنے برگزیدہ بندے کو قادیان کی مبارک بستی میں کھڑا کر دیا۔ اس نے اس قسم کی آفتوں کے ظہور پذیر ہونے کی قبل از وقت بڑے ہی واضح الفاظ میں خبر دیتے ہوئے دنیا کو متنبہ کر دیا تھا کہ اگر وہ خدا کی آواز کے شنوا نہ ہوئے تو ضرور ہے کہ ایسی آفتیں دنیا میں ظاہر ہوں۔ چنانچہ دنیا میں عذابوں کے آنے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے مقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے مشہور رسالہ تجلیات الٰہیہ میں لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے آج سے ۶۷ سال پہلے ۱۹۰۶ء میں فرمایا:۔

"اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا۔ بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہوئے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ پھر کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔ اب ہجری صدی کا بھی چوبیسواں سال جاتا ہے۔ بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آ گیا جو یہ ہیں تمہارے دشمنوں کو کہ یہ خدا کا ... اور ... پیاروں کو تم سے علیحدہ کر رہے داغ جدائی تمہارے دلوں پر لگاتا ہے۔ آخر کچھ بات تو ہے کیوں تلاش نہیں کرتے اور تم کیوں اس آیت موصوفہ بالا میں غور نہیں کرتے جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی ہم کسی قوم پر ... عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم ان پر اتمام حجت کے لئے ایک رسول ... خود سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ غیر معمولی عذاب نہیں ہے تم ... سال ... ہو۔"

حاشیہ بلکہ اب تو صدی ہجری کا ۹۲ واں سال ... [illegible]

وہ مصیبتیں دیکھو گے جو تمہارے باپ دادوں نے نام بھی نہیں اور جن کی ہزاروں برس تک اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی؟"
(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۴ و ۵)

اسی طرح حضور نے اپنی مشہور و معروف کتاب حقیقۃ الوحی میں ایک ہولناک عالمگیر تباہی آنے کی خبر دیتے ہوئے دنیا کو متنبہ کیا اور فرمایا:۔

"دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔

کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔

یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے ہیں اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے؟"

حضور نے فرمایا۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

پھر حضور کا وہ آخری لیکچر جو پیغام صلح کے نام سے شائع ہوا اس میں حضور نے خاص طور پر ہندوستان میں بسنے والی قوموں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں زلزلے آ رہے ہیں قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آ کر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہم وطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ!!"
(پیغام صلح صفحہ ۵ شائع ۱۹۰۸ء)

یہ ہیں وہ تنبیہات جو اس زمانہ کے مصلح اور مامور کی طرف سے آج سے ایک مدت پہلے شائع ہوئیں مگر افسوس کہ سراسر خیر خواہی کی ان سب باتوں کو بہرے کانوں سے سنا گیا اور ان پر مطلق توجہ نہ دی گئی اب اس کا خمیازہ ان آفات ارضی و سماوی کے رنگ میں خود دنیا بھگت رہی ہے۔ مصیبت زدہ افراد کے ساتھ اس وقت دلی ہمدردی ظاہر کرنے سے کہیں زیادہ گہری اور حقیقی ہمدردی وہ ہے جو تنبیہہ کے رنگ میں ایسی آفتوں کے آنے سے قبل کی گئی کاش دنیا ان باتوں پر کان رکھتی اور تباہی کا منہ نہ دیکھتی۔

آخر میں حضور کے چند اشعار بھی خاص طور پر قابل غور ہیں جو ۱۹۰۵ء میں ایک اشتہار بعنوان "الانذار" (الوصیت؟) [illegible] السماء میں شائع کر کے دنیا کو آنے والی ہیبت ناک آفتوں سے ہوشیار کیا گیا حضور فرماتے ہیں:۔

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر

وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سیر راہ پر کھڑا سب کو ں کی وہ ہدیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

دیکھئے ایک عرصہ پہلے بیان کردہ باتیں کس طرح اس وقت روز روشن کی طرح ماموریت کی صداقت کی گواہی دے رہی ہیں اور کس طرح ایک ایک لفظ حالات میں مدہ پر پورے طور پر منطبق ہو رہا ہے۔

بات بالکل صاف ہے۔ جب دنیا نے ایک بڑے خطۂ ارض میں طوفانِ نوح دیکھ لیا۔ خوفناک عذاب کا مشاہدہ کر لیا تو کیا یہ ضروری نہیں کہ نوحِ وقت کی بھی تلاش کی جائے اور اس کی کشتی میں سوار ہو کر ان ہیبتناک آفتوں سے امن میں آ جانے کی جدوجہد کی جائے۔ اس لئے مبارک ہے وہ آدمی جو ان الٰہی تنبیہات پر متانت اور سنجیدگی سے غور کرتا اور پھر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

افسوس محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب وفات پا گئیں

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

قادیان ۲۴ اگست - افسوس چار ماہ کی شدید علالت کے بعد محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب آج صبح سوا چار بجے وی جے ہسپتال امرتسر میں وفات پا گئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ شدید علالت کے سبب ۱۲ جون سے مرحومہ کو وی جے ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ گذشتہ ۵۷ روز سے مسلسل بے ہوش رہیں۔ ہر چند علاج معالجہ اور ماہر ڈاکٹروں کی دیکھ بھال کے باوجود جانبر نہ ہو سکیں۔ آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ مرحومہ کی شدید علالت کی خبر پا کر محترم مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب بھاگلپور سے اپنی بیٹی کی تیمارداری کے لئے ایک ماہ سے آئے ہوئے ہیں۔ دس بجے کے قریب جنازہ امرتسر سے قادیان لایا گیا۔ اور بعد از جمعہ جنازہ گاہ میں کثیر التعداد دوستوں نے امیر مقامی حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی۔ موصیہ ہونے کے سبب مرحومہ کو مقبرہ بہشتی میں سپردِ خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہو جانے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرائی۔

پسماندگان سوگوار والد کے علاوہ مرحومہ نے جواں سال بیٹی اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ اس شدید صدمہ پر ادارہ بدر محترم مولوی عبد الحلیم صاحب اور مکرم چوہدری فیض احمد صاحب سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

مدارس احمدیہ مورخہ ۸ ستمبر کو کھل رہے ہیں

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ — نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta — 1

تار کا پتہ: AUTOCENTRE { فون نمبرز 23—1652 / 23—5222

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے سفر یورپ کے کوائف

(بقیہ صفحہ اوّل)

لبس تھے اور بہت بھلے معلوم دے رہے تھے۔ اسی طرح ایک دوست عثمان صاحب ڈنمارک سے حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ ان ملاقاتوں کا نظارہ قابلِ دید ہوتا ہے اور ایک عجیب روحانی کیفیت اور لذت کا حامل ہوا کرتا ہے۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہر بھائی اور بہن جس رنگ میں حضور کی ذاتی توجہ اور شفقت کا مورد ہوتا ہے۔ اس دیکھنے والا اور خود ملاقات کرنے والا بھی یہی سمجھتا ہے کہ اس کے محبوب آقا نے جو شفقت کا سلوک اس سے فرمایا ہے۔ یہ اسی سے خاص ہے۔ ایک احمدی نوجوان جن کی بدقسمتی سے ایک ٹانگ کٹ چکی ہے اور جن کو اپنے بڑے بھائی کی وفات کا صدمہ بھی حال ہی میں پہنچا ہے ملاقات کے بعد اپنا غم بھول چکے تھے۔ چوہدری خورشید احمد صاحب ان کا نام ہے۔ اور تعلیم الاسلام کالج کے پرانے طالب علم بھی ہیں۔ حضور نے جب ان کو ان کے نام سے پکارا اور ان کے برادر بزرگوار چوہدری عبد الغنی صاحب مرحوم کی وفات پر افسوس کا اظہار فرمایا تو وہ بہت متاثر ہوئے۔ اور باہر آکر اونچی آواز سے کہنا شروع کیا کہ ایسا سلوک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ برحق خلیفہ ہی کر سکتا ہے وہ کہنے لگے کہ حضور نے نہ صرف میرا نام یاد رکھا بلکہ میرا غم بھی یاد رکھا۔ خاکسار عاجز عرض کرتا ہے کہ خاکسار کا روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ حضور نے نہ صرف جماعتی غموں کا بلکہ احباب اور بہنوں کے ذاتی غموں کا بوجھ بھی جس رنگ میں انہیں اپنے غم بنا کر اٹھایا ہوا ہے وہ صرف ایک سچے روحانی سلسلے کا سچا سربراہ اور خلیفہ راشد ہی کر سکتا ہے اور یہ اسی کی ہمت اور حوصلہ اور منصب ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی عنایت اور دین ہے اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو صحت اور سلامتی کے ساتھ ہمارے سروں پر دیر تک قائم رکھے۔ اور حضور کی نگرانی اور رہنمائی میں ہم سب انفرادی اور اجتماعی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے ان تمام انعامات کے حاصل کرنے والے ہوں جو اسلام اور احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھے ہیں۔ آمین۔

مجیت بھر اسلام

حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور احباب جماعت اور بہنوں اور بچوں اور بچیوں کو محبت بھرا اسلام پہنچاتے ہیں۔ نیز التزام کے ساتھ دعا کی تاکید فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سفر کو بابرکت فرمائے۔ آمین۔

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸ آفیرس لین کلکتہ ۱۲

کرم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں

AZAD TRADING CORPORATION.

58/1 PHERS LANE CALCUTTA — 12

احمدیہ کانفرنس پونچھ

جملہ جماعتہائے احمدیہ صوبہ جموں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ احمدیہ کانفرنس پونچھ ۲ ستمبر ۱۹۷۲ء بمقام پونچھ شہر میں منعقد ہو رہی ہے تمام جماعتہائے احمدیہ جموں سے التماس ہے کہ وہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے کثرت سے شرکت فرمائیں۔

حمید الدین شمس مبلغ جماعت احمدیہ
احمدیہ مسجد وارڈ نمبر ۳